جلد-٦

نظارۂ پرستان

نامی مصنف رینالڈس کا زبردست ناول

اس مصنف کے حسب ذیل ناول بھی ملاحظہ فرمایئے

فسانہ لندن (سلسلہ اول ودوم) باپ کا قاتل - خونی تلوار وغیرہ

مصنف :- جارج ڈبلیو - ایم - رینالڈس

مترجم :- تیرتھ رام فیروزپوری

پبلشر :- لال برادرس

مقام اشاعت ڈیرہ دون

اگر آپ اب تک اس ناول کے مستقل خریدار نہیں بنے تو پھر سالانہ چندہ ادا کرکے اب بن جایئے

اتنی بڑی ایک جلد ماہوار حاضر خدمت ہوتی رہے گی

صدر دفتر :- ۷ پارسنز روڈ نولکھا لاہور

تیج پریس دھلی میں باہتمام لالہ دیش بندھو گپتا چھپی اور لال برادرس نے ڈیرہ دون سے شائع کی

اشاعت اول

قیمت عہ

رینالڈس کا بلند ترین ناول

مسٹریز آف لنڈن

اُردو ترجمہ منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری کے قلم سے

سلسلہ اول

رینالڈس کے ناولوں میں سب سے دلچسپ عبرت خیز ہے
قابل مصنف نے اس میں نیکی اور بدی کے دو راستے
معین کئے ہیں۔ اور دو نوجوان ایک ہی وقت میں
ان دو سڑکوں پر ایک ہی منزل مقصود کامیابی کی
طرف روانہ ہوتے ہیں۔ پہلی دشوار گذار اور پرشور
مقامات سے گذرتی ہے۔ مگر اس کے لئے جا بجا آسائش کی
فرودگاہیں موجود ہیں۔ دوسری سیدھی ڈھلوان اور
بظاہر شاداب مگر چلنے والے کے لئے ہر قسم کے خطرات سے
پُر ہے۔ مصنف یہ دکھانا چاہتا ہے کہ باوجود ہر قسم
کی صعوبتوں کے نیکی کی شاہراہ ہی انسان کو منزل
مقصود تک پہنچانے میں کامیاب ہوتی ہے۔

یہ اس ناول کا خاص پلاٹ ہے۔ مگر جزوی طور پر
اس قدر متنوع ایسے عجیب اور انتہا حیرت خیز کیرکٹر
شامل کئے گئے ہیں کہ انسان پڑھتا ہے مگر سیر نہیں ہوتا

۷ جلدوں میں مکمل ضخامت ۱۴۳۲ صفحوں سے
زیادہ۔ قیمت ۸ روپے محصولڈاک الگ
جدا جدا حصے بھی طلب کئے جا سکتے ہیں۔ حصہ اول کی
قیمت عہ اور باقی ہر حصہ کی ۲ ار علاوہ محصولڈاک کے ہے

سلسلہ ثانی

رینالڈس کے معرکۃ آرا ناول مسٹریز آف لنڈن کے
دو سلسلے ہیں۔ یا یوں کہنا چاہیئے کہ دو جداگانہ داستانیں
ہیں جنہیں اس نام سے شائع کیا گیا ہے سلسلہ ثانی سلسلہ اول
سے بلحاظ نفس مضمون بالکل مختلف ہے۔ اس ناول کا
ہیرو جدا۔ کیرکٹر الگ اور پلاٹ بالکل علیحدہ ہے مگر
دلچسپی اور سحر نگاری کے اعتبار سے یہ سلسلہ۔۔ اگر ممکن
سمجھا جائے۔۔ تو سلسلہ اول پر بھی فوقیت رکھتا ہے
اس سلسلہ کی ایک امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ
جہاں سلسلہ اول میں امیر طبقہ کی برائیاں دکھائی ہیں
اس میں ان کی خوبیوں کو بھی تسلیم کیا گیا ہے۔ قابل مصنف
نے یہ ثابت کیا ہے کہ دولت ہر حال میں انسان کی فطری
خوبیوں کو تلف نہیں کر دیتی۔ اور آدمی میں فیاضی
اور شرافت کا جوہر موجود ہو تو وہ اپنی ثروت کو دنیا
کی بہتری کے لئے کیونکر صرف کر سکتا ہے۔

۲۵ جلدوں میں مکمل ضخامت ۴۲۶۶ صفحوں سے
زیادہ قیمت ۱۲ محصولڈاک الگ
جدا جدا حصے بھی طلب کئے جا سکتے ہیں۔ ہر حصہ
کی قیمت ۱۲ ار علاوہ محصولڈاک ہے

لال برادرس، ۷۔ پارسنز روڈ نولکھا لاہور

اگر آپ اب تک اس ناول کے مستقل خریدار نہیں بنے تو ہمیں کارڈ آرڈر بھیج کر اب بن جائے
سال بھر تک اتنی بڑی ایک جلد ماہوار بذریعہ جسٹری حاضر خدمت ہوتی رہیگی

چھٹی جلد

نظارہ پرستان

جارج ڈبلیو۔ ایم۔ رینالڈس کے سب سے زبردست ناول

کا ترجمہ

تیرتھ رام فیروزپوری

مترجم فسانہ لندن۔ خونی تلوار۔ وطن پرست وغیرہ

سنہ ۱۹۲۴ء

لال برادرس
نے ڈیرہ دون سے شایع کیا
صدر دفتر:- ۷۔ پارسنز روڈ نولکھا۔ لاہور

اشاعت اول
قیمت عہ ر

دو دو باتیں

اس مہینہ اصحاب ذیل نے ایک ایک نیا خریدار عطا کر کے ہمیں زیر بار احسان کیا۔

(۱) جناب سید حبیب الحسن صاحب وکیل گوہر گنج (۲) جناب نواب تلاوت علی مرزا خاں صاحب حیدر آباد دکن، (۳) جناب رجب علی عبد الکریم کلکتہ والے شاجاپور (۴) جناب عمر حیات صاحب عدن

یہ رفتار بہت کچھ حوصلہ افزا ہے اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہماری گذشتہ اپلیں بے اثر نہیں رہیں۔

امر واقعہ یہ ہے کہ اس بار عظیم کو جسے محض احباب کی تحریک سے ہم نے اپنے ذمہ لیا تھا۔ اسی صورت میں سنبھالا جا سکتا ہے کہ ان کی طرف سے سعی و امداد کا سلسلہ برابر جاری رہے۔ گذشتہ چند ماہ کے حالات غایت درجہ حوصلہ فرسا تھے۔ اور وہ یقیناً ہمیں اس کام کے مستقبل کی نسبت مایوس کر دیتے۔ اگر متعدد حضرات نے اپنے عنایت ناموں کے ذریعہ امید افزائی نہ کی ہوتی۔ ہمیں یقین ہے ان کے وعدے بہت جلد عملی صورت اختیار کریں گے۔

ہم اس بارہ میں جناب منشی شمیم الدین صاحب بلہوری جناب مسٹر اے۔ ایف منشی پوسٹل پنشنر، جناب ٹھاکر لال بچو لال صاحب اور جناب شیخ محمد جعفر صاحب گکّے زئی کی توجہ خاص طور سے مبذول کراتے ہیں جن میں سے جناب شمیم اس سے پہلے ایک خریدار عطا بھی کر چکے ہیں۔ اور ان کی طرف سے دو اور خریداروں کا چندہ بھجوانے کا وعدہ ہے۔ ہمیں افسوس ہے کہ بعض خانگی مشکلات کی وجہ سے وہ تا حد امکان کوشش نہیں کر سکے۔ پھر بھی جو کچھ انہوں نے کیا۔ اس کے لئے ہم تہ دل سے شکر گذار ہیں۔

ان کے علاوہ بیسیوں حضرات اور ہیں جنہوں نے مختلف اوقات میں توسیع اشاعت کے وعدے کئے ہیں۔ مگر بوجوہ اب تک ان کو پورا نہیں کر سکے۔ کچھ اصحاب ایسے بھی ہیں جو وعدہ امداد کر کے بھول گئے۔ ان سب سے ہماری استدعا ہے کہ وہ ازراہ کرم اپنا فرض یاد کریں۔

جیسا کہ ماہ گذشتہ میں عرض کیا گیا تھا۔ متعدد وجوہ سے ضخامت میں قلت واقع ہو گئی۔ مگر ہم یقین دلاتے ہیں کہ اگر حضرات ناظرین کی طرف سے توسیع اشاعت کا سلسلہ اس رفتار سے بھی جاری رہے تو ہم بدستور سو اسو صفحہ کے ماہوار پرچے شائع کرنا شروع کر دیں گے۔ ضرورت صرف تھوڑی سی حوصلہ افزائی کی ہے۔

نظارۂ پرستان

چھٹی جلد

باب - ۳۱

جلسہ دعوت

ناظرین کو یاد ہوگا کہ مسز میکالے اور مسز سفکن کی مصالحت پر جس شاندار جلسہ دعوت کا اہتمام کیا گیا اس کے لئے ہفتہ کی رات مقرر تھی۔ چنانچہ اس یادگار شب کو جلسہ مذکور کی خوب جی کھول کر تیاریاں کی گئیں۔ یوں تو سامان خورد و نوش کی فراہمی کے وقت ہی مہمانوں کی تعداد کا خیال رکھ لیا گیا تھا۔ مگر شام کے چھ بجے مسز میکالے نے احتیاطاً پھر ایک بار ان چیزوں پر ایک نظر ڈالنا ضروری سمجھا کہ ایسا نہ ہو وقت پر کوئی شے گھٹ جائے اور ایسا بھی نہ ہو کہ اسراف کی نوبت آئے اس نے کمرہ نشست میں کیباٹ کا دروازہ کھول کر دیکھا تو اندر پانچ بوتلوں کی قطار نظر آئی جن کی تفصیل یہ تھی۔ دو بوتلیں پورٹ شراب کی جنہیں بازار سے ایک شلنگ ۳ پنس فی بوتل کے نرخ سے خریدا گیا تھا۔ دو شیری کی۔ انہیں بھی اسی نرخ پر بازار سے حاصل کیا گیا تھا۔ پانچویں بوتل جو صرف ½ حصہ پر تھی۔ برانڈی کی تھی جسے خریدا نہیں بلکہ حاصل کیا گیا تھا۔ دوسرے لفظوں میں مسز میکالے نے اسے مسٹر ریڈکلف کے ذخیرہ سے اڑایا تھا۔

دل سے کہنے لگی۔ "دیکھوں تو کل کتنے آدمی ہیں" اور یہ کہہ کر اس نے بیسیوں مرتبہ انہیں انگلیوں کے سروں پر اسم وار گننا شروع کیا۔ دو وانکلنز۔ ایک مس سلسبری اور ایک کپتان بلنٹ۔ کل چار ہوئے۔ ایک میں اور ایک ماسٹر الیشٹن۔ کیونکہ اس کی باتوں سے معلوم ہوتا تھا

اس کی بہن شہ آئے گی۔ سب ملا کر چھ ہو گئے۔ مسز ڈمپلنگ ایک۔ مسز سفکن دو۔ مسٹر جیب (مولانا ودی پرہیز گار) تین اور مسٹر ہاگبن چار۔ چھ میں چار ملے تو ہوئے دس۔ ان کے علاوہ مسز چھولے اور اس کی دو لڑکیاں ۔۔۔ کم بخت بڑی خود سر لڑکیاں ہیں ۔۔۔ یہ سب تیرہ ہوئے۔ اچھا تیرہ آدمی اور چار بوتلیں ہر ایک بوتل میں دس گلاس کی اوسط کل ۴۰ گلاس ہوئے۔ ۴۰ کو ۱۳ پر تقسیم کیا تو ہر ایک کے حصہ میں ۳ گلاس آئے۔ اور ایک باقی بچا۔ خیر ایک گلاس کی شراب ہر ایک بوتل کے پیندے میں پڑی رہنے دیں گے کہ نجابت کی علامت ہے۔ اس کے علاوہ پون بوتل برانڈی کی بھی تو ہے جس میں گرم پانی اور شکر ملی تو ۔۔ میرے خیال میں تیرہ آدمیوں کے لئے چار بوتلیں بہت ہیں۔"

مسز میکالے تھوڑی دیر ان بوتلوں کی طرف تذبذب سے دیکھتی رہی۔ کبھی سوچتی ان میں سے ایک بوتل پورٹ کی نکال لوں۔ کبھی شیری کی تعداد میں تخفیف کا ارادہ کرتی اور ایک بار تو وہ یہاں تک آمادہ ہوئی کہ دونوں کی ایک ایک بوتل اٹھائی۔ مگر جب یاد آیا کہ میں نے اس تقریب پر فراخ حوصلگی دکھانے کا وعدہ کیا تھا۔ تو کہنے لگی چلو کیا غم ہے۔ اب کی بار تھوڑی فضول خرچی ہی سہی۔ اس نتیجہ پر پہنچکر اس نے کباٹ کو بند کیا اور زینہ کی راہ سے نیچے اتر کر دوسرے کمرہ میں کھانے کی چیزوں کا معائنہ کرنے لگی۔

انہیں دیکھ کر وہ ساتھ ساتھ کہتی جاتی تھی۔"سب سے پہلے گوشت کا سنبوسہ جو اتنا بڑا ہے کہ تیرہوں آدمی اس سے حصہ لے سکیں گے۔ چار درجن کستورہ مچھلی۔ جو ٹھیک ۹ بجے یہاں پہنچ جائے گی۔۔ لیکن، اوہ! اگر سب مہمانوں نے مچھلی کی رغبت کی تو پھر؟ میری تو خیر سلا ہے فرض کرو میں نے ان میں حصہ نہیں لیا۔ مگر میرے علاوہ بارہ مہمان اور بھی تو ہیں۔ سبکے سب چل پڑے تو؟ ۔۔۔ ٹھیرو میں حساب لگاتی ہوں۔ چار درجن برابر ہے اڑتالیس کے۔ اڑتالیس مچھلیاں اور بارہ آدمی۔ اڑتالیس کو بارہ پر تقسیم کیا تو ۔۔۔ بارہ چوک اڑتالیس! ارے یہ تو صرف چار چار ایک ایک کے حصہ آئیں!"

اس خوفناک حساب کے بعد لائق خاتون تھوڑی دیر انداز حیرت سے چپ کھڑی رہی۔ ایک بار اس کے جی میں آئی بھی کہ دو درجن اور منگالوں۔ مگر پھر کچھ سوچکر رک گئی۔ اور باقی چیزوں کے معائنہ میں مشغول ہوئی۔

"اچھا تو میز کے ایک سرے پر سنبوسہ۔ بیچ میں کستورہ مچھلی۔ دوسرے سرے پر آلو کی ٹکیاں

بس کافی ہے۔ سوسن" اس نے یکایک خادمہ کی طرف مڑکر کہا "کیوں بھلا مسٹر ریڈکلف نے بتایا وہ کل کیا کھائیں گے ؟"

"جی ہاں" خادمہ نے عرض کیا "کہتے تھے جو تمہیں پسند ہو تیار کرنا مگر چند دن مرغی سے پرہیز ہے"

"بس بس یہ خوب ہوا" اور یہ کہتے ہوئے مسز میکالے کے چہرہ پر رونق آگئی "ایک مرغ جو ان کے لئے تیار کرایا تھا۔ اس کا انہوں نے صرف ذرا سا ٹکڑا کھایا ہے۔ باقی وہ طلب کریں گے نہیں دوسروں کی چیز اپنے کام میں لانا میری عادت میں داخل نہیں۔ مگر جب ایک شے ایک شخص کے لئے کار آمد نہ ہو تو پھر کیوں اسے ضائع کیا جائے ؟ اگر میں نے اسے ان کے لیے رکھ چھوڑا۔ تو وہ تو کھائیں گے نہیں۔ ناحق خراب ہوگی جو صریحاً گناہ ہے۔ اس لئے سوسن تم اس بچے ہوئے مرغ سے بھی کام لو۔ اس کی اچھی بڑی بڑی بوٹیاں کرکے کوکر مرتھے کی چٹنی کے ساتھ رکھنا جو ضرور کسی بوتل میں رکھی ہوئی مل جائے گی۔ میری رائے میں مجموعی طور پر یہ دعوت خوب کامیاب ہوگی اوران شاندار کھانوں کو دیکھ کر مسز ڈمپلنگ تو یقیناً رشک وحسد سے کباب ہوجائے گی۔"

اس اطمینان بخش نتیجہ پر پہنچکر مسز میکالے نے خادمہ کو چائے۔ قہوہ اور شکر دی۔ چاندی کے چمچے کئی بار گن کر حوالہ کئے اور بار بار اس بات کی تاکید کرتی ہوئی کہ میرے چینی کے برتن نایاب ہیں۔ خبردار ان میں سے کوئی ٹوٹ نہ جائے۔ باورچی خانہ سے رخصت ہوئی۔ دوسرے کمرہ میں جاکر کپڑے بدلے۔ اور سات بجنے میں ۵ منٹ تھے کہ کمرہ دعوت میں موم بتیاں جلوادیں اس کے بعد نئی سیاہ گون اور گلابی فیتوں کی ٹوپی پہن کر جیب میں سونے کی گھڑی اور اس کے ساتھ سونے ہی کی زنجیر لٹکائے۔ ایک بڑا سا تمغہ جسے ۲۵ سال پیشتر اس نے ریفل میں ۱ پنس خرچ کرحاصل کیا تھا۔ ہاتھ میں لئے بڑی شان اور ٹھاٹ کے ساتھ مہمانوں کا انتظار کرنے لگی

سات بج کر پانچ منٹ ہوئے تھے کہ دروازہ پر دوہری دستک سنائی دی جس کے بعد نوکر مسٹر اور مسز وانکلن کو ساتھ لیکر داخل ہوا۔ جن میں سے اول الذکر پستہ قامت مسکین صورت تابع جذبات۔ زردرو اور ناک پر چشمہ لگائے ہوئے تھا۔ اور اس کی بی بی دراز قد بارعب اور ذی وقار عورت تھی۔ دونو ادھیڑ عمر کے اور مسز میکالے کے ہمسایہ میں رہتے تھے مسٹر وانکلن نے اپنی مختصر دوکان کے ساتھ کتابیں کرایہ پر دینے کا روزگار جاری کر رکھا تھا اور مسز وانکلن بجائے خود اون کی تجارت کرتی تھی۔ ان کو آئے بہت دیر نہ ہوئی تھی۔ کہ

مس سلیبری تشریف فرما ہوئیں۔ یہ پچاس سال عمر کی ایک لمبی۔ لاغر اندام کنواری عورت تھی۔ چہرہ کلہاڑے کے پھل سے مشابہ اور نگاہ سے ثقاہت و سنجیدگی کا اظہار ہوتا تھا۔ سر کے اگلے حصہ میں بھورے رنگ کے مصنوعی بال اور پوشاک سلیٹی رنگ ریشم کی بنی ہوئی مگر حصہ زیریں میں دریدہ ہو چلی تھی اسے ۷۵ پونڈ سالانہ کہیں سے ملا کرتے تھے۔ اور اس آمدنی کی وجہ سے اس کی حلقہ احباب میں خاص عزت تھی۔ اس کے بعد گرجا کے محرر مسٹر جیب وارد ہوئے۔ ان کا بدن فربہ۔ سر گنجا اور طبیعت میں حجت و تکرار کا مادہ غالب تھا۔ بولتے تو آواز قبرستان کی سنسان گونج سے مشابہ ہوتی تھی ان کے آخر میں مسز چولے اپنی دونو لڑکیوں کو ساتھ لیکر نازل ہوئیں۔ یہ کوئی ۵۲ سال کی جوان بیوہ تھی۔ اور لڑکیوں کی عمر علی الترتیب ۳۲ اور ۳۰ سال کی۔ یہ کنبہ ٹاٹن ہام کورٹ روڈ میں بچوں کے کپڑے فروخت کیا کرتا تھا اور چونکہ مسز چولے کا بھائی ایک ڈیوک کے ہاں خانساماں اور اس کا پردادا جارج ثانی کے عہد میں کسی ڈیوک کا کوچبان رہ چکا تھا۔ اس لئے ماں بیٹیاں تعلقات قرابت و تعارف کے اعتبار سے اپنے آپ کو امیر خاندان کی یادگار سمجھتی تھیں۔

انہیں کمرہ دعوت میں آئے بہت دیر نہ گذری تھی کہ صدر دروازہ پہ کسی نے زور سے دستک دی جس کے سلسلہ میں معلوم ہوا کہ کپتان بلعث تشریف لائے ہیں۔ اپنے تمام مہمانوں میں مسز میکالے کو اس شخص کی ذات پر سب سے زیادہ فخر تھا۔ کیونکہ اس کے نام سے پہلے کپتان کا لفظ اس کی اہمیت دوبالا کرنے کے لئے موجود تھا۔ گو یہ امر واقعہ ہے کہ اس شخص نے عمر بھر کوئی خاص وردی نہ پہنی تھی۔ کیونکہ اس کی کپتانی گریوسنڈ جانے والے ایک جہاز کی افسری تک محدود تھی۔ اور یہ بات کسی سے پوشیدہ نہیں کہ اس جہازی لائن کے کمانداروں کو وردی پہننے کا استحقاق نہیں۔ کپتان بلعث کا چہرہ سرخ۔ رنگت موسمی اثرات کی وجہ سے سانولی گلے میں نیلے چک کی قمیص اور اس پہ نیلے ہی کپڑے کا سوٹ تھا۔ مسز میکالے نے اس کا ان مہمانوں سے تعارف کرایا۔ جو اس سے پیشتر واقف نہ تھے۔ ابتدا میں دونوں مس چولے جو بدوضع۔ اوچھی فرومایہ اور کم ظرف ہونے کے ساتھ ساتھ امیرانہ تکبر کے اظہار کی عادی تھیں کپتان کی آمد سے بدیں وجہ مضمحل اور پریشان نظر آنے لگیں کہ اس کے منہ سے رم شراب اور کیوبا سگاروں کی تیز بو آتی تھی جسے بظاہر ان کا دماغ نازک بمشکل برداشت کر سکتا تھا۔ مگر جیسے ہی مسز میکالے نے آہستہ سے ان کے کان میں یہ بات کہی کہ میرے جگری دوست کپتان

بلف بہت مالدار اور اب تک کنوارے ہیں۔ تو دونوں بہنوں نے فوراً ہی چہرہ پر امتنان و مسرت کے آثار نمودار کرکے اس ۴۰ سالہ کنوارے شخص کو آتش دان کے قریب اپنے درمیان جگہ دی

کپتان کی آمد کے تھوڑی دیر بعد مسز ڈسپلنگ وارد ہوئی۔ جو ایک فربہ اندام۔ سرخ چہرہ۔ نمائش پسند۔ ادھیڑ عمر کی عورت تھی۔ اور جسے ہمسایہ کے جھگڑوں میں حصہ لیکر خاص لطف حاصل ہوتا تھا۔ اصل یہ ہے کہ وہ جب تک ہر قسم کی سنی سنائی جھوٹی سچی باتیں ایک دوسرے سے نہ کہہ لے کھانا ہضم نہ کرسکتی تھی۔ اور شاید اسی عارضہ کو رفع کرنے کی غرض سے وہ ہر قسم کی تیز شراب خواہ جن ہو یا رم۔ برانڈی ہو یا کچھ اور وافر مقدار میں پیا کرتی تھی۔ کمرہ میں داخل ہو کر اس نے مشفقانہ انداز سے چاروں طرف دیکھا۔ پھر مسز میکالے پر خاص طور پر نظر جما کر کہنے لگی "تو کیا وہ اب تک نہیں آئی؟"

"میری دانست میں مسز سفکن چاہتی ہے پہلے سب لوگ جمع ہو جائیں۔" مسز میکالے نے جواب دیا۔ "اور وہ اسی لئے دیر کر رہی ہے کہ جب آئے تو میرے سامنے شرم سے نگاہ نیچی نہ کرنی پڑے کیونکہ جیسا آپ لوگ اچھی طرح سمجھتے ہیں۔" اس نے حاضرین پر ایک پھرتی ہوئی نظر ڈال کر کہا "یہ فرض مسز سفکن کا ہے کہ یہاں آکر سب سے اول اپنا ہاتھ پیش کرے۔"

اس پر ایک عام بحث شروع ہوگئی۔ گرجا کے محرر مسٹر چپ نے بڑی سنجیدگی اور متانت سے رائے ظاہر کی کہ مسز میکالے چونکہ میزبان ہیں۔ اور مسز سفکن ایک بار مسز ڈسپلنگ کی معرفت ان سے معافی مانگ چکی ہے۔ اس لئے اب اخلاق کا تقاضا ہے کہ سب سے اول یہی اس کی تقدیم کریں۔ یہی خیال مسٹر وانکلن نے ظاہر کیا۔ اور اس نے اپنے کرایہ کے ناولوں میں سے ایک کی کچھ عبارت بھی بطور سند پیش کی۔ مسز چوبلے نے ان خیالات کی تائید کی اور کہا میرے خاندانی تعلقات چونکہ ہمیشہ امرا اور رؤسا سے رہے ہیں اس لئے مجھے قواعد آداب معین کرنے کا حق خاص حاصل ہے اس پر بڑی مس چوبلے کو جو کپتان بلف پر ڈورے ڈالنے لگی تھی آہستہ سے اس کے کان میں یہ بات کہنے کا موقعہ مل گیا۔ کہ میرے چچا ایک ڈیوک کے خانساماں تھے اور ہمارے دادا عرصہ دراز تک ایک اور ڈیوک کی کوچبانی کرتے رہے۔ کپتان بلف نے آنکھ کے اشارہ سے تعریف ظاہر کی اور اس کے بعد نگاہ حسرت سے کباب کی طرف دیکھا۔ جس سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ اس کی اشتہا کے میز پر آنے کا بے صبری سے منتظر ہے۔ غرض بڑی لے دے کے بعد آخر فیصلہ ہوا کہ جس وقت مسز سفکن آئے تو مسز میکالے ہی سب سے اول اسے اپنا ہاتھ پیش کرے اور گو مسز میکالے نے

بظاہر بخوں کے فیصلہ کے آگے اطمینان سے سر جھکا دیا تاہم دل میں اس نے ان سب سے بدلہ لینے کا عہد کیا۔ جنہوں نے اس کا نمک کھا کر اسی کو ذلیل کرنے کی سازش کر رکھی تھی۔

"میرے خیال میں ابھی سب مہمان جمع نہیں ہوئے" مسز ڈمپلنگ نے آواز دبا کر مسز میکالے کے کان میں کہا۔ "کیونکہ مجھے یاد ہے تم نے کہا تھا۔۔۔"

"ہاں سچ کہتی ہو" میزبان عورت نے انداز وقار سے سر اٹھا کر جواب دیا "مسٹر ہاگبن ابھی کہاں آئے ہیں۔ یہ صاحب مسٹر ہاگبن بیس سال شاہی ملازمت میں رہے۔ مگر دفعتاً ایک رشتہ دار نے ان کے نام بہت سی جائداد چھوڑی، اور۔۔۔"

جملہ معترضہ کے طور پر اس جگہ یہ امر قابل بیان ہے کہ مسٹر ہاگبن جن کی خدمات عالیہ کا ذکر اس پیرایہ توصیف میں کیا گیا ہے عرصہ مذکور میں محکمہ ڈاک کی چٹھی رسانی کے قلیل المعاوضہ مگر کثیر المصروفیت فرائض انجام دیا کرتے تھے۔ مگر اس کے بعد جب اتفاق سے ان کو چند ہزار پونڈ ورثہ میں مل گئے، تو اس صیغہ کو چھوڑ کر مرد شریف کی طرح زندگی بسر کرنے لگے تھے۔

مسز میکالے کا فقرہ ابھی ناتمام ہی تھا کہ دروازہ پر اس پرزور دستک نے جو چٹھی رسانوں سے مخصوص ہے۔ گھر بھر میں شور پیدا کر دیا۔ حاضرین میں ہر شخص اسے سن کر چونک گیا۔ البتہ کپتان لبف کے سکون میں فرق نہیں آیا۔ کیونکہ وہ طبعاً اتنے ساکن تھے کہ ایک بار ان کے جہاز کی ٹکر سے ایک کشتی غرق ہوئی۔ اور تین آدمی ڈوب گئے، تو اس وقت بھی ان کی دل جمعی میں فرق نہ آیا تھا۔

"مسٹر ہاگبن آ گئے"! مسز میکالے نے جلدی سے کہا۔ "دیکھو تو۔ کیا شریف آدمی اس زور سے کنڈی بجایا کرتے ہیں! مگر یہ سب عادت کا اثر ہے۔ خدا انہیں برکت دے۔"

"آمین"! مسٹر چپ نے جو شاید بزعم خود گرجا میں بیٹھے ہوئے وعظ سن رہے تھے۔ بے خبری میں کہا۔ جس سے عادت کے اثر کی ایک اور مثال واضح ہو گئی۔

اس کے ذرا دیر بعد مسٹر ہاگبن کا نزول اجلال ہوا۔ ذرا آپ کی وضع ملاحظہ ہو۔ اندام لاغر اور سکڑا ہوا۔ چال بھدی اور اس قسم کی جیسی ڈاکیوں میں گھر گھر پھرنے سے پیدا ہو جاتی ہے۔ مگر لباس ایسا کہ مسز میکالے نے دبی آواز میں پاس کے شخص سے اسے عین فیشن کے مطابق قرار دیا۔

مسٹر ہاگبن نے مسز چپ کے پاس بیٹھ کر اس ۶۵ سالہ "جوان" بیوہ کی طرف نظر شوق سے

دیکھنا شروع کیا۔ اور اس وقت مسز وٹیلنگ نے مسز سیکالے سے پھر ایک بار کہا "ہماری تعداد تو اب بھی پوری نہیں ہے۔"

"ہاں بے شک" میزبان عورت نے جواب دیا۔ پھر ذرا بلند آواز سے کہ حاضرین میں ہر شخص سُن لے۔ اس نے کہا۔ "میں امید کرتی ہوں عنقریب اپنے مہمانوں کا تعارف ایک شریف نوجوان سے جو۔۔ جو ہز گریس ڈیوک آف مارچ مونٹ کے سکرٹری اور ان کے نہائت قریبی دوست ہیں۔ کرا دوں گی۔ ذرا اس بات کو خیال میں لائیے کہ ہر وقت ایک ڈیوک کے پاس رہنے سے ان کی زندگی کس خوشی اور اطمینان کے ساتھ بسر ہوتی ہوگی۔"

"بس یہی حالت چچا جان کی ہے۔" بڑی مس چولے نے اپنے اس رشتہ دار کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔ جو کسی ڈیوک کا خانساماں تھا۔

"اور ان سے پہلے ہمارے بزرگوں کی بھی۔" چھوٹی مس چولے نے انداز اطمینان سے اس پردادا کی طرف اشارہ کر کے کہا جو کسی ڈیوک کی کوچبانی کیا کرتا تھا۔

"خیر جہاں تک یاد ہے میری کبھی کسی ڈیوک سے ملاقات نہیں ہوئی۔" کپتان بلف نے جو بھاری لگو گیر آواز سے بولا کرتا تھا کہا "البتہ ایک ڈیوک کی چوبی مورت تو جہازوں پر دیکھی ہے یعنی ڈیوک آف ویلنگٹن کی۔"

اتنے میں خادمہ نے آکر اطلاع دی "مسٹر ایشٹن تشریف لے آئے ہیں" اور اس کے ساتھ ہی کرسچن وارد ہوا۔

آداب و تسلیمات کے بعد مسز سیکالے نے کرسچن سے کہا "کیوں صاحب آپ اپنی بہن کو کیوں نہ ساتھ لائے؟۔۔۔ کیا آ نہ سکتی تھی؟ بس رہنے دو۔ آنی بھی کیا عدم فرصتی۔ واقعی اس پیاری لڑکی کے نہ آنے کا مجھے سخت افسوس ہے۔ میرا خیال ہے۔۔۔ میرا خیال ہے لیڈی آگسٹوین میرڈیتھ نے انہیں روک لیا۔ حضرات" اس نے مہمانوں کی طرف انداز وقار سے دیکھتے ہوئے کہا "مسٹر ایشٹن کی بہن لیڈی آگسٹوین میرڈیتھ کی گہری سہیلی ہیں۔ اور میں کہہ سکتی ہوں ان کے نہ آنے کا آپ کو بھی اتنا ہی افسوس ہوگا جتنا مجھے ہے۔"

قدرتی طور پر ہر شخص نے مسز سیکالے کے خیالات کی تائید کی۔ اور چونکہ نوجوان کرسچن ایک ڈیوک کا سکرٹری اور اس کی بہن ایک خطاب دار خاتون کی سہیلی تھی۔ اس لئے حاضرین کی نگاہ خصوصیت سے اسی پر پڑنے لگی۔

اس وقت پھر ایک بار دستک کی آواز سنائی دی جس نے اس قسم کی تمام سابقہ آوازوں سے زیادہ سنسنی پیدا کر دی۔ کیونکہ ہر شخص کو یقین تھا کہ مسز سفکن آئی ہیں۔ اور حقیقت حال بھی یہی ثابت ہوئی۔ کیونکہ ذرا سی دیر میں ایک عورت داخل ہوئی۔ جس کی جبیں سرکہ۔ آنکھیں تیز خط و خال تیکھے اور بال اُلجھے ہوئے تھے۔ اس نے بالکل سادہ لباس پہنا ہوا تھا۔ اور اس کی ہر بات اس حرص و آز پر دلالت کرتی تھی۔ جو پنیر تک کی چوری کرنے والی اس طرز کی خانہ دار عورتوں کا وصف ہے۔ اس کے پتلے ہونٹ زور سے بھنچے ہوئے تھے۔ اور معلوم ہوتا تھا مسز میکالے سے تپاک یا سرد مہری کا سلوک کرنے میں وہ اس کے اپنے طرز عمل کو پیش نظر رکھنے کا فیصلہ کر چکی ہے۔ دو دشمن عورتوں کے ایک دوسرے کے سامنے ہونے پر حاضرین میں کامل سکوت طاری ہو گیا۔ مگر اس کے بعد جب سابق فیصلہ کے مطابق مسز میکالے نے اس کی طرف ہاتھ بڑھا کر اسے بیٹھنے اور خانہ داری سمجھنے کی درخواست کی۔ تو حاضرین نے اس سُنسنی پر بڑے زور سے چیرز دیئے۔ اسی پر مسز سفکن کی سرکہ جبینی رفع ہوئی۔ اور اس نے اس قدر عسل آمیز تبسم پیدا کرنے کی کوشش کی جس کی ایسے چہرہ سے امید ہو سکتی ہے۔ یوں سمجھنا چاہیئے کہ ان دو عورتوں میں جو عرصہ دراز تک ایک دوسرے کی رقیب اور دشمن رہ چکی تھیں دفعتاً پیار اور محبت بہناپا اور رفاقت پیدا ہو گئی۔ مسز میکالے نے اس موقعہ پر ذرا سا رونا بھی حسب حال سمجھا۔ اور دو سسکیاں لے کر کہنے لگی "گو ہم میں ہماری لاکھ عداوت ہو۔ دل سے میں ہمیشہ مسز سفکن کو بہنوں کی طرح سمجھتی رہی ہوں"۔ جس کے جواب میں مسز سفکن نے کہا "ایک سچی عیسائی عورت کی طرح میں نے ہمیشہ اپنی دعاؤں میں مسز میکالے کے لئے خیر طلب کی ہے"۔ دونوں کی باتیں سُن کر گرجا کے محرر مسٹر جیب نے جیسا اس کی عادت تھی۔ اپنی کھوکھلی آواز میں "آمین" کہا۔ مسٹر ونکلن نے اپنے کرایہ کے ناولوں میں سے تھوڑی سی عبارت جو اس کے خیال میں حسب حال تھی سنا دی۔ اور کپتان بلمٹ کے منہ سے ذرا دبی ہوئی آواز میں نکلا "فضول"!

بہر صورت اب فریقین میں مصالحت کا آغاز ہو گیا تھا۔ اتنے میں مسز میکالے نے گھنٹی بجا کر چا اور قہوہ لانے کا حکم دیا۔ اور خود خود اسے تقسیم کرنے کو تیار ہوئی۔ تھوڑی دیر میں مسکہ آلود نان کی نہایت باریک قاشیں اور خمیر کئے بنے ہوئے کاک کے چھوٹے چھوٹے تیرہ ٹکڑے میز پر حاضر کئے گئے۔ مفرح چا کا دور شروع ہوا جس سے باقی حاضرین کی تسکین تو ہو گئی۔ مگر

کپتان بلعف نے کافی کا ایک پیالہ پی کر رم کا دھیان جمانا شروع کیا۔ آخر جب چا کا سامان بڑھا دیا گیا۔ تو مسز میکالے نے تجویز کیا۔ کہ اب کھانے کا جو دور شروع ہو اس میں سب لوگ ملکر کھائیں۔ اس پر اور تو کسی نے اعتراض نہیں کیا۔ البتہ گرجا کے محرر مسٹر حبیب نے اس بنا پر معذرت چاہی۔ کہ یہ طریقہ میری کلیسائی مصروفیتوں کے غیر مطابق اور خلقی ثقاہت سے بعید ہے۔ علاوہ بریں اسے دفعتاً یاد آگیا کہ مجھے بپتسمہ کی چند ایک سندات لکھنی ہیں۔ پس وہ یہ دریافت کرکے کہ اصلی کھانا کس وقت شروع ہوگا۔ اس وقت تک کے لئے رخصت ہو گیا۔

مسٹر حبیب کی عدم حاضری میں مایدہ دایرہ کا سلسلہ خوش اسلوبی سے جاری رہا۔ صرف ایک بار اس کی ہم آہنگی میں خلل واقع ہوا جس کی وجہ یہ تھی کہ بقول مسز سفکن مسز ڈمپلنگ نے چند مچھلیاں اس کے آگے سے اپنی طرف کھینچ لی تھیں۔ وہ تو خوش قسمتی سے کپتان بلعف نے مٹھی بھر جھینگے اپنی طرف سے مسز سفکن کی طرف بڑھا دیئے۔ ورنہ معلوم نہیں کہاں تک نوبت پہنچتی کیونکہ مسز سفکن اسی عذر پر مسز ڈمپلنگ کا منہ نوچ لینے کو تیار ہو گئی تھی۔ اس موقعہ پر کرسچن بھی اگر چاہتا تو ایسی ہی شکایت مس سلیسبری کے خلاف کر سکتا تھا۔ جو اپنی "معقول گذران" کی وجہ سے "فارغ البال" متصور ہوتی تھی۔ اس عورت نے کھانا کھاتے ہوئے گفتگو میں تو بہت کم حصہ لیا۔ مگر اس کی کسر پورا کرنے کو وہ کرسچن کے کھانے کا بڑا حصہ اپنی طرف کھینچتی رہی۔ ہر بار جب وہ اس کی مچھلیوں پر ہاتھ صاف کرتی تو ذرا سا کھانس کر جیب سے رومال نکالنے کو ہاتھ بڑھاتی مگر کرسچن نے اس آزمائش میں قابل تعریف صبر و سکون کا ثبوت دیا جس کی بدولت مس سلیسبری کی نظروں میں اس کی عزت دوچند ہو گئی۔ چنانچہ جب یہ گول دور ختم ہوا۔ تو اس نے دبی ہوئی مگر اس قدر بلند آواز میں جو کرسچن کو بخوبی سنائی دے سکتی تھی بیان کیا۔ کہ میں نے اپنی عمر میں ایسا خلیق نوجوان بہت کم دیکھا ہے۔

خدا خدا کرکے مایدہ دایرہ کا سلسلہ ختم ہوا تو خادمہ بات کے کھانے کے لئے کپڑا بچھانے کو حاضر ہوئی۔ اتنے میں گرجا کے محرر مسٹر حبیب بھی واپس تشریف لے آئے تھے۔ اور اب جو حاضرین نے ان کی صورت دیکھی تو یہ حالت نظر آئی کہ چہرہ سرخ۔ آنکھوں سے پانی بہتا اور منہ سے تمباکو کی تیز بو آتی تھی۔ ہمیں معلوم نہیں انہیں اس حالت میں دیکھ کر کسے تعجب ہوا اور کسے نہیں۔ بہر صورت اگر باقی مہمانوں کو اس کا علم ہوتا کہ حضرت حبیب سے بپتسمہ کی سندات لکھنے کے بہانے سے

رخصت ہوئے۔ اسی وقت سے پاس کے شراب خانہ میں بیٹھے شغل مے نوشی میں مصروف تھے جسے وہ بزعم خود گول میز کے کھانے میں شریک ہونے کی نسبت زیادہ قرین اخلاق اور بے ضرر تفریح سمجھتے تھے۔ تو شاید کسی کو ذرا بھی حیرت نہ ہوتی۔

جب خادمہ دسترخوان بچھانے میں مصروف تھی۔ تو مسز میکالے بظاہر کامل سکون واطمینان کے ساتھ مہمانوں سے باتیں کرتی جاتی تھی۔ مگر حقیقت میں اس کی آنکھ خادمہ کی ہر ایک حرکت پر لگی ہوئی تھی۔ کہ ایسا نہ ہو اس سے کوئی غلطی سرزد ہو جائے۔ چنانچہ اثنائے گفتگو میں وہ گاہ بگاہ اس قسم کے معترضہ جملے برابر دخل کرتی جاتی تھی۔ جن کا تعلق خادمہ کی ہدایات سے تھا۔

ایک شخص سے باتیں کرتے ہوئے وہ کہہ رہی تھی۔ "جیسا میں نے آپ سے بیان کیا۔ مسٹر ریڈکلف سے بہتر اور شریف کرایہ دار کبھی میرے مکان میں نہیں ٹھیرا۔ ان کی عادت ہے کبھی کسی بات میں دخل انداز نہیں ہوتے۔۔۔ "خادمہ سے "جین کالی مرچیں ادھر رکھو۔" مہمان سے "انہیں تو فقط اس بات سے غرض ہے کہ کھانا وقت پر مل جائے۔ پھر اس کی پرواہ نہیں کہ اس میں کیا کیا چیز شامل ہے۔۔۔ جین اس طرف۔ مصالحہ اس طرف۔۔۔ بہت کم گو آدمی ہیں۔۔۔ ارے دیکھتی نہیں ہو۔ کپڑے میں سلوٹ پڑ رہے ہیں۔۔۔ ہاں انہیں آوارہ پھرنے کی عادت بہت ہے۔ اور میں تو بارہا سوچا کرتی ہوں کہ وہ کیا کرتے اور کہاں جاتے ہیں۔۔۔ جین جین۔ آج تمہیں ہو کیا گیا؟۔۔۔ چند دن کی بات ہے۔ بہت رات گئی واپس آئے۔ قدرتی طور پر مجھے اس سے تشویش ہوئی۔۔۔ سنبھو۔ اس طرف جین سنبھو۔ اس طرف۔۔۔"

"مردوں کی عادت ہے راتوں کو اکثر باہر رہا کرتے ہیں۔" کپتان بلغ نے کہا۔ اور اپنے پاس بیٹھے ہوئے شخص کی طرف آنکھ سے اشارہ بھی کیا۔ بدقسمتی سے یہ شخص ہمارے عبادت گذار دوست مسٹر جیب کے سوا کوئی اور نہ تھا۔ آپ نے جھٹ اپنی صورت کو خشمناک بنا لیا۔ مگر شرابی کا غصہ چونکہ ہمیشہ مضحکہ خیز ہوتا ہے۔ اس لئے کپتان بلغ کو بے اختیار ہنسی آ گئی۔

"کیوں صاحب۔ کیا آپ میری طرف دیکھ کر ہنسے؟ اور اگر ہنسے تو کیوں؟" مسٹر جیب نے چہرہ پر سنجیدگی پیدا کر کے کھوکھلی آواز سے پوچھا۔

"واقعی میں ہنسا تو تمہیں کو دیکھ کر تھا۔" کپتان بلغ نے جواب دیا۔ "مگر اس بات سے تمہیں غصہ آ گیا ہو تو لے اسے پانی میں بھر کے پی جاؤ۔ اور اگر تم اس قسم کے تلخ تمباکو کے عادی نہیں ہو۔ تو خیر اسے کڑوا گھونٹ سمجھ لو۔"

مسٹر جیب اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ معلوم نہیں وہ حاضرین سے انصاف کی استدعا کرنا چاہتے تھے یا کپتان بلف پر وار کرنا۔ بہرحال اس موقعہ پر بڑی مس جوے نے دونوں کے بیچ آکر خوف و التجا کا ایک موثر نظارہ پیش کیا اور اس کے ساتھ ہی کپتان سے درخواست کی۔ کہ آپ مہربانی سے میری خاطر اپنی طبیعت کو جوش میں نہ آنے دیں۔

"نہیں، نہیں۔ تم ذرا غصہ کی بھاپ نکل جانے دو۔" بلف نے غضبناک صورت بنا کر جوش سے کہا۔ "ورنہ اس جنٹلمین کا دماغ پھٹ جائے گا۔"

مسٹر جیب کی صورت اس وقت دیکھنے لائق تھی۔ سخت پریشانی اور خوف کی حالت میں حاضرین کی طرف دیکھ رہے تھے۔ گویا زبان حال سے کہتے ہیں۔ صاحبو گرجا کے حاکم کی یہ توہین! کیا واقعی یوم قیامت نزدیک آ رہا ہے؟ زبان تو یہ فقرہ ادا کرنے سے قاصر تھی۔ مگر صورت سے یہی ظاہر ہوتا تھا۔

"بس میرے دوست بہت ہوئی۔ اب غصہ تھوک دو۔" بلف نے جو حقیقتاً ایک نیک طینت شخص تھا کہا۔ "تمہیں ناراض کرنا مطلوب نہ تھا۔ اس لئے اگر تمہارے سینہ میں اب تک ۲۰ گھوڑوں کی طاقت کا غصہ برابر جوش مار رہا ہے۔ تو اسے ضبط کرو۔ کہ ایسا نہ ہو۔ ایک دومنٹ کے عرصہ میں فرط شدت سے سینہ ہی پھٹ جائے۔ لاؤ اپنا ہاتھ پیش کرو۔ اور بیٹھ جاؤ۔ کہ دوستی کا یہی آئین ہے۔"

"آمین!" مسٹر جیب نے کراہتی ہوئی آواز سے کہا۔ اور کوئی اور چارہ کار نہ دیکھ کر اپنا ہاتھ کپتان کو پیش کر دیا۔

اس کے بعد رات کا کھانا شروع ہوا۔ جیسا مسز میکالے نے انتظام کیا تھا۔ گوشت کا سنبوسہ میز کے ایک سرے پر تھا۔ کستورا مچھلی کا طشت وسط میں۔ اور شلجم اور آلو دوسرے سرے پر تھے۔ ان چیزوں کے جانب راست مصالحہ سے بھرا ہوا مرغ تھا۔ اور اس کے بالمقابل ترش سیب کا نمکین سنبوسہ جسے حقیقت میں مسٹر ریڈ کلف کے کل کے کھانے کے لئے تیار کیا گیا تھا۔ مگر جسے خادمہ جین نے سجاوٹ کی غرض سے دسترخوان پر لا کر رکھ دیا۔ ہر شے کو قرینہ سے رکھ کر اس نے تبسم و تشویش کے مشترکہ انداز سے مسز میکالے کی طرف دیکھا۔ کہ معلوم ہو وہ کس حد تک اس انتظام کو پسند کرتی ہے۔ اور جب آخر الذکر نے اپنے سر کو خفیف حرکت دے کر اطمینان ظاہر کیا تو خادمہ کی جان میں جان آئی۔

"حضرات آپ دیکھ سکتے ہیں" مسز میکالے نے حاضرین سے موثر لہجہ میں خطاب کیا۔ "میں نے تکلف یا رسمی آداب کو مدنظر نہیں رکھا۔ ان عالی قدر خواتین اور ذی مرتبت اصحاب کی میزبانی مجھ غریب سے کیا ہو سکتی ہے۔ جو کچھ غریب خانہ میں حاضر تھا پیش کر دیا گیا۔ اور یقین ہے آپ اپنے لطف وکرم سے اسی کو بشوق تناول فرما کر رہون منت کریں گے"۔ یہ کہتے ہوئے اس نے مسز ڈمپلنگ کی طرف استفہامی نظر سے دیکھا۔ گویا معلوم کرنا چاہتی تھی وہ اس نمائش کو کس حد تک پسند کرتی ہے۔

لیکن مسز ڈمپلنگ نے کسی طرح کا رشک وحسد ظاہر کرنے کی بجائے جس کی مسز میکالے کو امید تھی۔ فقط اس بات کا شوق ظاہر کیا کہ کھانے کی چیزوں پر جلد تر ہاتھ صاف کیا جائے چنانچہ مسز میکالے کی افتتاحی تقریر کے بعد حاضرین نے عام عمل تناول شروع کیا۔ لیکن شکر ہے کہ انہوں نے کستورا مچھلی کی طرف بہت رغبت ظاہر نہیں کی جس کی مسز میکالے کو سب سے زیادہ فکر تھی۔

عورتوں کو مصروف اور مسٹر چب کو خالی بیٹھے دیکھ کر مسز میکالے نے کہا۔ "کہئے آپ کے لئے کیا حاضر کروں؟ سنبوسہ کا ٹکڑا دیکھئے۔ بہت ہی خستہ ہے۔"

"آمین" مسٹر چب نے کہا جو ایل شراب کا ایک گلاس ختم کر کے دوسرے کو پر کرنے کی فکر کر رہے تھے۔

"اور آپ کپتان بلف؟" مسز میکالے نے انداز دلفریبی سے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"مجھے تو آلو اور گلے ہی مرغوب ہیں" کپتان نے جواب دیا۔ "میرا عقیدہ یہ ہے کہ پہلے گرم چیزیں کھا کر بعد میں ٹھنڈی کھانی چاہئیں۔ کیونکہ ہر چیز کی طرح کھانے میں بھی بنیاد مضبوط ہونی لازم ہے۔ اس لئے پہلے ان گلوں کو ختم کر کے پھر مرغ سامنے رکھوں گا۔ اس کے بعد گوشت کے سنبوسہ کی باری آئے گی۔ اور سب سے آخر مچھلی کا دور شروع ہوگا۔ جس کے ساتھ شاید دو ایک لقمے میوہ کے سنبوسے کے بھی لے لوں۔"

اس کے بعد خاموشی ہو گئی اور مسز میکالے نے اس وقفہ سے فائدہ اٹھا کر موثر لہجہ میں کہا "جین تم نے پورٹ اور شیری کی بوتلیں میز پہ نہیں رکھیں؟"

یہ کہتے ہوئے میزبان عورت نے دزدیدہ نظروں سے مسز ڈمپلنگ کی طرف دیکھا۔ مگر وہ اس وقت کھانے میں اتنی مصروف تھی۔ کہ اس رشک وحسد کی جس کا مسز میکالے کو

احتمال تھا۔ اس کے سینہ میں مطلق گنجایش نہ تھی۔ بہرحال اس سے مسز میکالے خوش نہیں ہوئی کشیدہ خاطر ہی رہی۔

اتنے میں شراب حاضر کی گئی۔ اور مسز میکالے نے احتیاطاً مہمانوں کو خبردار کیا "حضرات میری خاطر نہیں بلکہ اپنے فائدہ کے لئے اعتدال کو مدنظر رکھئے گا۔"

اس کے بعد اس نے خاص طور پر مسٹر جیب سے مخاطب ہو کر کہا "معلوم نہیں آپ کو کس قسم کی پورٹ مرغوب ہے۔ لیکن جس دوکاندار کے ہاں سے میرا سامان آتا ہے۔ اس نے کہا تھا کہ یہ جو حاضر کی گئی بہترین چیز ہے۔ اور میں سرسری طور پر یہ بھی عرض کر دوں کہ اسی کے ساتھ کی شراب ڈیوک آف ویلنگٹن کو مہیا کی جاتی ہے۔"

یہ "سرسری" الفاظ اس قدر بلند آواز میں کہے گئے تھے کہ حاضرین میں سے ہر شخص کے کانوں تک پہنچ گئے۔ اور اس موقعہ پر مسز ڈمپلنگ کو بھی جو گئے اور آلوؤں کے لئے تیسری بار پلیٹ آگے کر رہی تھی۔ مسز سفلن کی طرف اس قسم کا اشارہ کرنے کا موقعہ مل گیا جس کے معنی یہ تھے کہ شراب کے متعلق مسز میکالے کا بیان محض بکواس ہے۔ اس کا مطلق خیال نہ کرنا۔ ان اشاروں کو مسز میکالے نے بھی سمجھ لیا تھا مگر اس نے عمداً اس بارہ میں لاعلمی کا اظہار کیا۔ گو دل ہی اس بات کا فیصلہ کر لیا کہ آج سے مسز ڈمپلنگ کے ساتھ ہر قسم کے تعلقات موقوف کر دوں گی۔ اور کل مسز سفلن سے بھی کسی نہ کسی بات پر جھگڑے کی صورت پیدا کر دوں گی۔

"مسٹر ایشٹن ذرا اس شیری کا ذائقہ تو دیکھئے۔" اس نے ہر قسم کی آزردگی کو دلفریب تبسم کے پردہ میں چھپاتے ہوئے کہا "حسن اتفاق سے یہی شراب آپ کے دوست ڈیوک آف مارچ مونٹ کو مہیا کی جاتی ہے۔ یقیناً آپ اسے پہچان سکتے ہیں کیونکہ اپنے دوست ڈیوک کے ساتھ شریک طعام ہو کر بارہا آپ نے اسے چکھا ہو گا۔"

مسز میکالے نے یہ الفاظ دوگونہ فائدہ کو پیش نظر رکھ کر کہے تھے۔ ایک یہ کہ ایشٹن کی تصدیق سے حاضرین کو شراب کی عمدگی کا یقین ہو جائے گا۔ دوسرے اس ذریعہ سے حاضرین کی نظروں میں میرا وقار بڑھ جائے گا کہ ایک نامی ڈیوک کے اپنے آدمی سے اس کے تعلقات کس درجہ قریبی ہیں۔ مگر اول تو کرسٹین دیانتدار دوسرے دنیاوی معاملات میں سراسر ناتجربہ کار تھا۔ اس لئے کیونکر ممکن تھا کہ وہ مسز میکالے کی خاطر جھوٹ بولنا منظور کرتا۔ پس اس نے بڑی معصومیت سے جواب دیا "مجھے افسوس کہ میں اقسام شراب کا ناقد نہیں ہوں۔ گو

اتنا کہہ سکتا ہوں کہ جس قدر شرابیں میں نے آجتک استعمال کی ہیں یہ ان سب میں زیادہ شیریں ہے۔ رہ گیا ڈیوک سے ملکر کھانا کھانے کا معاملہ۔ اس کی نسبت بھی افسوس کہ میں ان سے ملکر نہیں بلکہ ان کے داروغہ کے ساتھ کھانا کھایا کرتا ہوں ۔"

اس موقعہ پر مسز ڈمیلنگ اور مسز سفکن نے پھر ایک دوسرے کی جانب کینہ آمیز نظروں سے دیکھا اور چولے نام کی دونو بہنوں نے بڑے غرور سے سر کو حرکت دی جس کے معنی یہ تھے کہ معلوم ہوگیا کہ جین اسٹیٹن کے تعلقات کچھ ایسے بلند نہیں ہیں۔ کم از کم اسے وہ درجہ ہرگز حاصل نہیں ہے جو ہمارے چچا ڈیوک کے خانساماں کو حاصل ہے۔ یا ہمارے اس بزرگ کو حاصل تھا جو ایک ڈیوک کی کوچبانی کرتا تھا۔ اسٹیٹن کے جواب سے مسز میکالے تھوڑی دیر کے لئے بہت گھبرا گئی۔ اور اسی اضطراب میں اس سنبوسہ پر حملہ آور ہونے کو تیار ہوئی جو اس کے سامنے رکھا ہوا تھا۔ مگر خوش قسمتی سے کپتان بلف نے عین اس وقت کوئی لطیفہ کہہ کر گفتگو کا رُخ بدل دیا اور مسز میکالے کی خوش طبعی پھر بحال ہوگئی۔

آخر کار کھانا ختم ہوا۔ بلکہ شاید یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ مکمل طور پر ختم ہوا۔ کیونکہ ہر ایک طشتری بالکل خالی ہوگئی تھی۔ اکیلی مسز ڈمیلنگ نے اوسط درجہ کے چھ شخصوں کے برابر کھانا کھایا اور کپتان بلف نے ہر چیز میں معقول حصہ لینے کے بعد پہلے مچھلیوں اور اس کے بعد میوہ کے سنبوسہ پر ہاتھ صاف کیا۔ اس وقت برانڈی حاضر کی گئی جس کے اثر سے گفتگو میں بھی تیزی آگئی۔ کپتان بلف کا لہجہ زیادہ پرشور ہوگیا۔ اور اب اس نے بڑی مس چولے کی طرف عاشقانہ نظروں سے دیکھنا شروع کیا۔ نتیجہ یہ کہ خاتون مذکورہ جو گذشتہ ۱۶ سال سے ... بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ سولہویں برس میں قدم رکھنے کے بعد سے اب تک شوہر کی تلاش میں تھی۔ یقینی طور پر محسوس کرنا شروع کیا کہ آخر کار آرزو بر آنے کا وقت آگیا۔ اور جب کپتان نے "ناقص شراب کے زیر اثر نیز ایل کے کپ" اور پانی ملی ہوئی برانڈی کے دو گلاس ختم کرنے کے بعد بے خبری میں اپنا بھاری بوٹ مس چولے کے پاؤں پر رکھ دیا۔ اور ساتھ ہی دبی زبان میں کوئی لطیفہ کہا تو مس صاحب نے سمجھا بس اب فتح قریب ہے۔ چنانچہ اسی وقت چند الفاظ اپنی ماں کے کان میں کہے۔ جو اس وقت مالدار چیٹی رسال مسٹر ماگبن کی محبت آمیز باتیں سننے میں مشغول تھی۔ ماں بیٹی کی ان دبی باتوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ آخر الذکر نے کپتان کو اگلے روز شام کے وقت چاء پر مدعو کیا۔

"قسم ہے میں اس موقعہ پر ضرور آؤں گا" بلف نے زور سے چلا کر کہا "میں آپ کی دعوت

بصد شوق قبول کرتا ہوں۔ مگر مجھے کل کے لیے معذور سمجھا جائے۔ کیونکہ کل میرا جہاز مارگیٹ جارہا ہے۔ اور دن کے ۹ بجے سے رات کے ۹ بجے تک مجھے ایک لمحہ کی فرصت نہ ہوگی۔"

بیچاری مس چولے نے جو بات پردہ میں رکھنے کی کوشش کی تھی۔ اسے کپتان نے اپنی مسلمہ ناعاقبت اندیشی سے ہر ایک کے کانوں تک پہنچا دیا جس کی وجہ سے مس چولے کی رنگت تو مارے شرم کے شلغم کی طرح سرخ ہوگئی۔ اور مس سیلسبری یعنی اس عمر رسیدہ دراز قامت کنواری بڑھیا نے جس کا ذکر پیشتر ہو چکا ہے۔ انداز نخوت سے سر کو اتنا اونچا کیا کہ پہلے سے بہت لمبی اور سکڑی ہوئی نظر آنے لگی۔

لیکن یہ واقعہ جلدی ہی ایک اور زیادہ اہمیت کے حادثہ کی وجہ سے نظر انداز ہوگیا مسز وٹمپلنگ کو تیز شراب کا بہت شوق تھا خصوصاً اس صورت میں کہ اس پر دام خرچ نہ ہوتے ہوں۔ پس مسز میکالے کی برانڈی کو جلد جلد ختم ہوتے دیکھ کر اس نے سوچا کہیں ایسا نہ ہو میرا ایک ہی گلاس ختم ہونے تک بوتل ختم ہوجائے۔ پس اسے جلدی سے پی کر دوسرا گلاس پر کرانے کا ارادہ کیا۔ مگر جلدی میں شراب کا ایک قطرہ غذا کی نالی سے ہٹ کر سانس کی نالی میں داخل ہو گیا جس سے مسز وٹمپلنگ کو اس زور کی کھانسی آئی کہ معلوم ہوتا تھا بے ہوش ہوجائے گی

یہ حالت دیکھ کر مسز سفکن چلائی "ارے ایک آدمی اس کی پیٹھ پر تھپکی دو۔"

"نہیں نہیں۔ محرم کا بند کاٹ دو۔" مسز وانکلن نے مشورہ دیا۔

"نہیں منہ پر سرد پانی کے چھینٹے دو۔" مسز میکالے نے کہا۔ اور اس بارہ میں مثال قائم کرنے کی غرض سے اس نے سرد پانی سے بھرا ہوا گلاس اس کے منہ پر چھڑک دیا۔

"ٹھیرو ٹھیرو ذرا دم لینے دو۔" کپتان بلف نے اس زور سے چیخ کر کہا۔ گویا وہ جہاز پر کھڑا ہوا طوفان کے موقعہ پر ماتحتوں کو ہدایت کررہا ہو "دیکھو سنبھالو۔ اس کا اگلا حصہ نیچے جھکا جاتا ہے۔" اور سب کے دیکھتے دیکھتے مسز وٹمپلنگ کرسی سے گر کر فرش زمین پر آرہی۔

گرجا کے محرر مسٹر حپ اسے سہارا دینے کے لیے اٹھے مگر خود بھی اس کے اوپر ہی گر گئے۔ کیونکہ ہمیں افسوس سے اس حقیقت کا انکشاف کرنا پڑتا ہے کہ آپ بے طرح نشہ میں سرشار تھے

کپتان بلف نے زور کا قہقہہ لگایا۔ اور بولا "میئم یہ سب تمہاری عمدہ شراب کا اثر ہے۔ ان سب کے بادبان پھٹ گئے اور انجن بگڑ گئے۔ اس وقت یہ صحیح معنوں میں برانڈی میں غرق ہیں۔ مجھے پہلے ہی اندیشہ تھا کہ ایسا ہوگا۔ اب جس وقت تک ان کے پرزوں میں تیل نہ دیا جائے گا

حرکت نہیں کر سکتے ۔"

مسز میکالے نے پہلے ارادہ کیا تھا کہ مسز ڈمپلنگ اور مسٹر چیب کی ان نازیبا حرکات پر غصہ اور نفرت کا اظہار کرے ۔ مگر کپتان بلف کی زبانی اپنی شراب کی تعریف سن کر نہ صرف اس کے غصہ کا جوش سرد ہو گیا ۔ بلکہ اس نے اس واقعہ کو اطمینان کی نظر سے دیکھنا شروع کیا ۔ کپتان بلف نے آگے بڑھ کر مسز ڈمپلنگ کو فرش سے اٹھایا ۔ اور کرسچن نے مسٹر چیب کو سہارا دے کر کرسی پر بٹھا دیا ۔

ان کاموں سے فارغ ہو کر کپتان بلف نے اس صاف بیانی سے کام لیتے ہوئے جو اس طبقہ کے لوگوں کا خاصہ ہے ۔ گرجا کے محرر سے جو احمقانہ انداز سے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا ۔ کہا "حضرت معلوم ہوتا ہے ۔ بہت پی گئے تھے ۔ گو بخدا مجھے اس کا ذرا بھی ملال نہیں ۔ کیونکہ میرے نزدیک راحت و عیش ہی انسانی زندگی کے دو مقصد ہونے چاہئیں ۔"

"آمین !" مسٹر چیب نے ہچکی لیتے ہوئے کہا ۔

"مسٹر ایشٹن اگر آپ کو تکلیف نہ ہو تو اسے گھر تک چھوڑ آئیے " مسز میکالے نے کرسچن سے کہا ۔ "اس کا گھر ڈیوک سٹریٹ میں ہے یعنی اس نانبائی کی دکان کے پاس جس کے ہاں سے آپ یہاں کے ترجمہ قیام میں سودا لیا کرتے تھے ۔"

"میں شوق سے آپ کو گھر تک چھوڑ آؤں گا ۔ مگر سوال یہ ہے کہ وہ کھڑے بھی ہو سکتے ہیں ؟" ایشٹن نے کہا ۔

"کیا کہا ۔ کھڑے ہو سکتے ہیں ؟" چیب نے نوجوان متکلم کے آخری لفظوں کو دوہراتے ہوئے کچھ ایک غلیظ گالیاں شامل کر کے کہا جنہیں سن کر دو نوں مس چولے خوف سے چیخنے لگیں اور ان کی ماں بیوہ مسز چولے پر اس قدر ہراس طاری ہوا کہ قریباً بیہوش ہو کر مسٹر ہاگبن کی گود میں جا پڑی ۔ آخر الذکر نے ازراہ عنایت اسے اس کے گھر تک چھوڑ آنے پر آمادگی ظاہر کی گو اس میں شک نہیں کہ ایسا بھاری خط اس نے عمر میں پہلے کبھی کسی کے گھر تک نہ پہنچایا تھا ۔ رہ گئی مس سپلسبری ۔ اس نے نفرت و حقارت سے منہ سکیڑ لیا ۔ اور مسز سنکلن نے آہستہ سے مسز وانکلن کے کان میں کہا ۔ "یہ سوا شلنگ بوتل کی شراب کو دو شلنگ کی ظاہر کرنے کا نتیجہ ہے ۔"

معاملات کی یہ حالت تھی کہ نوجوان کرسچن گرجا کے محرر کو سہارا دے کر اس کے گھر کی طرف

لے چلا۔ لیکن مسٹر جیب کھلی ہوا میں آتے ہی ڈیوڑھی کی سیڑھیوں پر جم کر بیٹھ گئے۔ اور اپنے آپ کو متفرق گالیاں دیتے ہوئے کوٹ پتلون اتارنے کی کوشش کرنے لگے۔ جس سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ سمجھتے ہیں میں اپنے کمرہ میں سونے کی تیاری کر رہا ہوں۔ بڑی ہی مشکل سے کرسچن نے انہیں وہاں سے اٹھایا۔ اور ساتھ لے کر چلا۔ مگر حضرت رستہ بھر انجیل کے بعض حصے اور ایک رندانہ گیت کے بعض اشعار ملا جلا کر بلند آواز سے گاتے رہے۔ وہ تو خیر ہوئی کہ رستہ میں کوئی سپاہی نہیں ملا۔ ورنہ شائد انہیں یہ رات تھانہ کی حوالات میں بسر کرنی پڑتی۔

جوں توں کر کے کرسچن ایشٹن نے مسٹر جیب کو اس کے مکان کے دروازہ تک پہنچایا۔ اس وقت پاس کے گرجا سے آدھی رات کا گھنٹہ سنائی دیتا تھا۔ مکان الگ بنا ہوا تھا۔ مسٹر جیب گرجا کے فرائض کے علاوہ چونکہ معلمی بھی کیا کرتے تھے۔ اس لئے گرجا میں سکونت نہیں تھی یکمتب مکان کے عقبی حصہ میں واقع تھا۔ اور اس میں داخل ہونے کا رستہ پچھلی طرف سے تھا۔ سامنے کی بیٹھک میں شمع جل رہی تھی۔ مگر جس وقت کرسچن نے کنڈی ہلائی۔ تو روشنی غائب ہو گئی۔ جس سے اس نے اندازہ کیا کہ کوئی شمع لے کر دروازہ کھولنے آ رہا ہے۔ تھوڑی دیر میں زنجیر ہٹنے کی آواز سنائی دی۔ اور دروازہ کھل گیا۔ مگر جس نے آدھی رات کو مسٹر جیب کے مکان کا دروازہ کھولا اس کی صورت دیکھتے ہی کرسچن پر فرط حیرت سے سکتہ کی حالت طاری ہو گئی۔ وہ ایک حسین و جمیل نازنین تھی جس کی عمر ۱۶ سال سے زیادہ نہ ہوگی۔ ایک ہی نظر میں کرسچن نے دیکھ لیا کہ وہ کوئی نہایت شریف اور خاندانی لڑکی ہے۔ ایسے گنوار شخص سے جیسا مسٹر جیب تھا یقیناً اس کا کوئی رشتہ نہ ہو سکتا تھا۔ مگر جب اس کے صاف و سادہ لباس کو دیکھا جائے۔ تو اس کا خاندان جیب سے متعلق ہونا باعث حیرت بھی نہ تھا۔ بہر حال کوئی غیبی آواز کرسچن سے کہہ رہی تھی۔ یقیناً یہ کوئی نجیب الطرفین لڑکی ہے۔ اسے مسٹر جیب کی معیوب حرکات اور اس نازنین کے شریفانہ انداز میں زمین آسمان کا فرق نظر آتا تھا۔

اس اثنا میں مسٹر جیب ٹوپی کو صحیح رندانہ وضع سے بائیں کان پر کج رکھے مکان کے سامنے آہنی باڑ پر جھکے کھڑے تھے۔ گلوبند ڈھیلا ہو گیا تھا۔ اور منہ سے کبھی مغلظات اور کبھی انجیل کے مقدس کلمات نکل رہے تھے۔

کرسچن نے ٹوپی اٹھا کر اس نازنین کو سلام کیا۔ اور کہنے لگا۔ معاف کیجئے کہ آپ کو ایسا ناخوشگوار نظارہ دیکھنے پر مجبور ہونا پڑا۔۔۔"

لڑکی شمع ہاتھ میں لے کر آگے بڑھی اور اس کی روشنی میں اس نے اول مرتبہ معلوم کیا۔ کہ مسٹر جیب کن افسوسناک حالات میں گھر آئے ہیں۔ اب تک اس کے چہرہ پر حکم و اخلاق کے جو آثار نمودار تھے۔ وہ مسٹر جیب کی حالت دیکھتے ہی حیرت غصہ اور نفرت میں بدل گئے۔ مگر جلدی ہی یہ سوچ کر کہ اس نوجوان کو جواب دینا لازم ہے۔ اس نے نرم لہجہ اور شرمیلے انداز سے کہا "صاحب مجھے اس بات کا سخت رنج ہے۔ کہ آپ کو ایسا ناگوار فرض انجام دینا پڑا۔"

"کیوں کیا بات ہے؟" زینہ کے اوپر سے کسی بدمزاج عورت کی تلخ آواز سنائی دی "مس ونسنٹ کیا معاملہ ہے؟"

"آہ!" کرسچن نے بے اختیار دل سے کہا۔ "اس سے معلوم ہو گیا یہ اس شخص جیب کی بیٹی نہیں ہے۔" اور اس کے ساتھ ہی اس کے سینہ سے ایک بھاری بوجھ اٹھ گیا۔

نامعلوم عورت کے سوال پر لڑکی نے جواب دیا "جی کچھ نہیں۔ صرف مسٹر جیب آئے ہیں"۔ اور کرسچن نے اس کی آواز کی نرمی میں خوف اور دہشت کا ہلکا سا اثر معلوم کیا۔

"تو پھر وہ اوپر کیوں نہیں آتا؟" وہی تیز آواز جو زینہ کے اوپر سنائی دی تھی۔ پھر کہنے لگی "ورس ونسنٹ تم کس سے باتیں کر رہی ہو؟"

"میڈم ایک صاحب مسٹر جیب کو گھر تک چھوڑنے آئے ہیں۔" نازنین نے جواب دیا۔

"میں سمجھی" اسی نامعلوم عورت نے کہا "مردوا شراب پی کے آیا ہوگا۔"

ان شرمناک الفاظ کو سن کر مس ونسنٹ کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ معلوم ہوتا تھا۔ گنوار عورت کے مکروہ الفاظ سے اس کے وقار نسوانی کو صدمہ پہنچا ہے۔ اس نے کرسچن کی طرف ایسی نظر سے دیکھا جس سے ظاہر ہوتا تھا وہ ان ادنیٰ لوگوں کے ارتباط کو کتنا ناپسند کرتی ہے۔ نوجوان نے اس کا جواب تعریف و ہمدردی کی نگاہ سے دیا جس سے معلوم ہوتا تھا۔ وہ اس کی دشواریوں کو اچھی طرح محسوس کرتا ہے۔ وہ اس کے تعلقات کی وجہ سے اس سے نفرت نہیں کرتا۔ بلکہ ان حالات سے قطع نظر جن میں اس کا تعلق جیب خاندان سے ہوا۔ اس سے سچی ہمدردی رکھتا ہے۔

اتنے میں وہی عورت جو زینہ کے اوپر سے بول رہی تھی۔ ایک دراز قامت۔ لاغر اندام۔ سر کہ جبیں زن بے شعور کی صورت میں نمودار ہوئی بدن پر شب خوابی کا لباس اور سر پر رات کے پہننے کی ٹوپی تھی۔ یہ مسز جیب تھی جو بظاہر سوتے ہوئے اٹھ کر آئی تھی۔

"کم بخت کی صورت تو دیکھو۔ کس طرح جنگلہ کے ساتھ جھکا کھڑا ہے۔" اس نے پاس آ کر کہا

"کیا خبر تھی۔ یہ بخت اس حالت میں واپس آئے گا۔ میں بیمار عورت۔ آرام کی حاجت مند اسی لئے مس ولسنٹ کو جگا کر خود سو گئی تھی۔ مگر دیکھو تو موئے نے آدھی رات کو نیند حرام کی۔ غور کرو کس طرح کھڑا ہوا بکواس کر رہا ہے۔ ذرا آنکھیں دیکھنا۔ جھاڑی میں چھپے ہوئے الو کی آنکھوں کی طرح سرخ اور چندھی! چلو بس شرم کرو" اور یہ کہہ کر وہ اپنے شوہر کو بازو سے پکڑ کر گھسیٹتی ہوئی مکان کی طرف لے چلی۔

بی بی کی تقریر سے مسٹر جیب کا نشہ بڑی حد تک اتر گیا تھا۔ اس کے پکڑ کر کھینچنے سے اور بھی ہلکا ہو گیا۔ اور وہ لڑکھڑاتا ہوا مکان کی طرف چلا۔

"جوان آدمی میں تمہاری مہربانی کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔" مسز جیب نے جاتے جاتے کرسچن سے کہا۔

"شب بخیر صاحب" مس ولسنٹ نے اپنی دلفریب رسیلی آواز میں کہا۔

"شب بخیر" کرسچن نے بھی جواب دیا۔ اور اس کے بعد جب دروازہ بند ہوا تو وہ آہستہ چلتا ہوا اپنے مکان کی طرف واپس ہوا۔ مگر اس وقت اس کا خانہ دماغ اس پری جمال نازنین کے تصورات سے پر تھا جسے اس نے گرجا کے محرر مسٹر جیب کے مکان پر ایسے پُر اسرار حالات میں دیکھا تھا۔

باب ۳۲۔

صندوق

منگل کی رات کو ٹھیک ۹ بجے کرسچن اسٹیشن گاڑی میں سوار ہو کر میڈم اینجلیک کی دوکان پر گیا گاڑی سے اتر کر دوکان میں داخل ہوا اور اپنا نام میڈم اینجلیک کی اس فرانسیسی نائب عورت کو بتایا جو کونٹر کے پیچھے کھڑی تھی۔ معلوم ہوتا ہے اس عورت کو پہلے سے سب حال بتا دیا گیا تھا کیونکہ اس نے شکستہ انگریزی میں جواب دیا کہ آپ گاڑی میں چلیے۔ بکس وہیں آپ کے پاس پہنچا دیا جائے گا۔ اس کے چند منٹ بعد وہ خود ایک بڑا سا دیودار کا بنا ہوا بکس لیکر باہر نکلی جس پر بڑی احتیاط سے رسیاں بندھی ہوئی تھیں۔ بکس مقفل تھا۔ اور اس کی کنجی ایک چھوٹے سے لفافہ میں بند کر کے اسپر مہر لگا دی گئی تھی۔ کنجی اور بکس دونوں چیزیں کرسچن کے حوالہ کر دی

گئیں۔

گاڑی جلدی اور چونکہ گاڑیبان کو کرسچن نے پہلے سے ضروری ہدایات دے دی تھیں اس لیئے وہ اسے سیدھا مارٹیمر سٹریٹ کی طرف لے چلا۔ مسٹر ریڈکلف اس کے انتظار میں تھا کرسچن اس بکس کو خود اُٹھا کر اس کے کمرہ میں لے گیا۔ اول الذکر نے اس کا پرتپاک خیر مقدم کیا اور اس کی بہن کا حال بھی پوچھا۔

"میں آج صبح بہن سے ملا تھا" کرسچن نے جواب دیا "وہ بخیریت ہے۔ مگر میرے یہاں سے اوک لینڈز جانے کا اسے قدرتی طور پر بہت ملال ہے۔ کیونکہ کم و بیش ایک ہفتہ ہم ایک دوسرے سے الگ رہنے پر مجبور رہوں گے۔ جیسا آپ نے فرمایا تھا میں وہ بکس آپ کے پاس لے آیا ہوں۔ اب آپ جو ہدایات دینا چاہتے ہوں دیں۔" اور یہ کہتے ہوئے اس نے وہ تھیلی بھی جس میں کنجی بند تھی پیش کر دی۔

ریڈکلف نے تھیلی ہاتھ میں لیکر مہر کو غور سے دیکھا۔ معلوم ہوا مہر بالکل سادہ ہے۔ اور اس پر کسی طرح کے حرف موجود نہیں۔ اس نے کسیقدر تامل کے ساتھ مہر توڑ کر کنجی نکالی۔ اور کرسچن کو بکس کی رسیاں کھولنے کے لیے کہا۔ جب یہ کام ہو چکا تو مسٹر ریڈکلف نے کہا۔ "کرسچن میں نے تم سے پیشتر ہی کہہ دیا تھا کہ جس کام کو ہم نے ہاتھ میں لیا ہے۔ اس کی نوعیت اجازت نہیں دیتی کہ ہم راست طریقوں پر ہی عمل کریں۔ جیسا تم سمجھ سکتے ہو۔ ایک پاک عصمت اور نیک عورت کو خوفناک سازش سے بچانے کے لیئے اگر ہمیں مہریں توڑنی یا دوسروں کے قفل بھی کھولنے پڑیں تو یہ امر قابل معافی ہے۔"

اتنا کہہ کر ریڈکلف نے بکس کا قفل کھولا اور ڈھکنا اُٹھا دیا بکس کے اندر نہائت خوشنما زنانہ لباس رکھے ہوئے تھے۔

"میری رائے میں آپ کو اس بکس کی چیزوں سے اصلی سازش کا سراغ لگانے میں کچھ مدد نہ مل سکے گی۔" کرسچن نے کہا۔

مگر الفاظ اس کے منہ میں ہی تھے کہ گھر کی خادمہ کمرہ میں داخل ہوئی۔ ریڈکلف نے جھٹ بکس کا ڈھکنا بند کر دیا جس سے اسے ان چیزوں کو دیکھنے کا موقعہ نہ ملا۔

کہنے لگی "ایک جوان عورت آپ سے ملنا چاہتی ہے۔ اس نے اپنا نام مس ایولین ادبرائن بتایا ہے۔"

"بس یہیں ٹھیرو" مسٹر ریڈکلف نے اس مختصر لہجہ میں جو اس سے مخصوص تھا حکم دیا پھر جب خادمہ کے چلے جانے پر دروازہ بند ہوگیا۔ تو اس نے کرسچن سے کہا "مجھے اس کے کل تک آنے کی امید تھی۔ مگر اس کا اتنا جلد آنا ثابت کرتا ہے کہ ضرور کوئی خاص خبر لائی ہے۔"

دروازہ پھر کھلا اور ایولین داخل ہوئی۔ مگر یہ دیکھ کر دروازہ میں ہی رک گئی۔ کہ مسٹر ریڈکلف تنہا نہیں۔ آخرالذکر نے اس کے خیالات سمجھ کر جلدی سے اس کے کان میں کہا۔ "ڈرو نہیں۔ یہ نوجوان میرا معتمد ہے۔ اور میں خوش ہوں تم نے حسب وعدہ اس ناپاک مقام کو ترک کر دیا۔ آج سے میں تمہارا سچا دوست اور مددگار ہوں۔"

ایولین نے چند لفظوں میں شکریہ ادا کیا۔ اور مسٹر ریڈکلف نے اسے بٹھا کر کہا۔ "مس اوبرائن اب تم مہربانی سے وہ سب حالات جو تمہیں معلوم ہوں۔ بیان کرو۔"

وہ کہنے لگی "اے صاحب میں نے تحقیق کیا ہے کہ گذشتہ ۲ دن کے عرصہ میں میڈم اینجلیک کے کارخانہ میں بعض اس قسم کے خوشنما لباس جیسے چند دن پہلے ڈچس آف مارچ مونٹ کے لئے تیار کئے گئے تھے۔ بنتے رہے ہیں۔ ان کپڑوں کی تیاری میں انتہائی رازداری سے کام لیا گیا ہے۔ اور جیسا آپ خیال کر سکتے ہیں اس واقعہ سے دوکان کے ہر شخص کو سخت حیرت ہے۔ یقین کیا جاتا ہے۔ کہ یہ آخری پارچات ڈچس آف مارچ مونٹ کے حکم سے تیار نہیں ہوئے۔ کیونکہ دوکان کے ملازموں کو سختی سے تاکید کی گئی تھی۔ کہ جس وقت بیگم صاحب دوکان پر آئیں تو ان کے روبرو ان کپڑوں کا بالکل ذکر نہ کیا جائے۔"

"مگر کیا تم نے ان کپڑوں کو دیکھا ہے؟" مسٹر ریڈکلف نے پوچھا۔

"جی ہاں اچھی طرح" ایولین نے جواب دیا۔ "چونکہ ان دنوں وہ عورتیں جو عموماً یہ کام کیا کرتی ہیں بہت مصروف تھیں۔ اس لئے مجھ سے بھی ان کی تیاری میں مدد لی گئی تھی۔ اس طرح سے مجھے وہ حالات معلوم ہوئے جو میں نے آپ سے عرض کئے ہیں۔"

"اچھا تو ذرا اس بکس کو کھول کر دیکھو۔ کیا یہی وہ کپڑے ہیں؟" مسٹر ریڈکلف نے کہا۔

ایولین نے ان کپڑوں کو فوراً پہچان لیا اور بولی۔ "جی ہاں یہی وہ مشتبہ پارچات ہیں جو ڈچس آف مارچ مونٹ کے اصلی لباس کی نقل کے طور پر تیار کئے گئے ہیں۔"

سارے حالات سن کر کرسچن کو سخت حیرت ہوئی۔ لیکن مسٹر ریڈکلف نے اس کی طرف ایسی نگاہ سے دیکھا جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ اس معمے کو سمجھ گیا ہے۔ پھر دوبارہ مس اوبرائن

سے مخاطب ہو کر اس نے کہا۔" کیا تمہاری سہیلیوں میں سے ایک جس کا نام شاید لیٹس راڈنے ہے چلی گئی۔ یا ان دنوں کہیں جانے والی ہے؟"

"وہ آج صبح چلی گئی۔" ایولین نے جواب دیا۔" نہ اس نے بتایا کہاں جا رہی ہے۔ اور نہ یہی کہ کب واپس آئے گی۔"

"خیر مجھے معلوم ہو گیا وہ کہاں گئی ہے۔" مسٹر ریڈکلف نے جواب دیا۔ کرسچن تم اب جا سکتے ہو۔ مگر ٹھیرو۔ جانے سے پہلے میں چند الفاظ تم سے اور کہنا چاہتا ہوں۔" پھر اسے ایک جانب الگ لے جا کر اس نے آہستہ سے کہا۔" کل صبح تم ... وڈ لینڈز میں پہنچ جانا۔ میں بھی تمہارے پیچھے وہیں آؤں گا۔ وہاں سے قریباً ۲ میل فاصلہ پر ونچسٹر روڈ پر ایک گول چکر ہے۔ ممکن ہو تو اگلے شنبہ کو سہ پہر کے ۳ بجے وہیں مجھ سے ملنا۔ بالفرض اس روز موقعہ نہ ہو تو اس کے بعد ہر روز اسی وقت میں وہیں تمہارا انتظار کروں گا۔ ہر حال میں احتیاط کو مدنظر رکھنا۔ ڈیوک کی ہر نقل و حرکت کا خیال رکھنا۔ اور اس کے دل میں کسی طرح کا شبہ پیدا نہ ہونے دینا۔"

ان ہدایات کے بعد مسٹر ریڈکلف نے کرسچن سے دوبارہ پھر بکس پر رسیاں باندھنے کے لئے کہا اور اسے مقفل کر کے کنجی کو بدستور تھیلی میں بند کر دیا۔ اس تھیلی پہ ایک سادہ مہر لگا دی گئی۔ جس کے بعد کرسچن اس بکس اور تھیلی کو لے کر مارچ مونٹ ہوس واقع بلگریو سکوائر کی طرف روانہ ہوا۔

اس کے چلے جانے پر مسٹر ریڈکلف ایولین کو وہیں چھوڑ کر خود مسز میکایے کے کمرہ میں گیا۔ قریباً ۹ بج چکے تھے۔ اور وہ اطمینان سے بیٹھی ہوئی کبوتر کے گوشت کا سجا ہوا سنبوسہ جسے مسٹر ریڈکلف کے دستر خوان پہ رکھا گیا تھا۔ کھا رہی تھی۔ اس لئے جب مسٹر ریڈکلف کمرہ کی کنڈی ہلاتے ہی بے تامل اندر چلا گیا۔ تو وہ ایک لمحہ کے لئے گھبرا سی گئی۔

لیکن مسز میکالے ایسی عورت نہ تھی کہ اضطراب کو دور اندیشی پر غالب آنے دیتی مسکراتی ہوئی اپنی جگہ سے اٹھی۔ ایک نظر آئینہ میں ڈال کر دیکھا کہ پیازی فیتوں کی ٹوپی کیسی سجتی ہے پھر کہنے لگی۔" زہے نصیب کہ آپ نے ادھر قدم رنجہ فرمایا۔ غالباً جب سے آپ نے غریب خانہ میں سکونت اختیار کی ہے۔ یہ پہلا موقعہ ہے کہ اس حجرہ کی عزت افزائی کی۔ تشریف رکھئے۔ میں کھانے سے فارغ ہو چکی ہوں۔ آج میں نے ایک ہی قسم کے دو سنبوسے تیار کرائے تھے۔ ایک آپ کے لئے۔ ایک اپنے لئے۔۔۔"

"عزیز لیڈی آپ اسے شوق سے تناول فرمائیے" اور یہ کہتے ہوئے مسٹر ریڈ کلف ایک کرسی پر بیٹھ گیا
مسز میکالے کو اس واقعہ سے خوشی بھی ہوئی اور حیرت بھی۔ ظاہر تھا کہ یا تو اس کے کرایہ دار نے
اس کے فرضی قصہ کو صحیح سمجھا یا از راہ عنایت اسے قابل یقین تصور کیا۔ دونوں صورتوں میں نتیجہ مسز
میکالے کے حق میں تھا۔ پھر اس کا لہجہ تکلم کتنا بے تکلفانہ تھا! "عزیز میڈم" یہ پہلا موقعہ تھا کہ اس نے
مسز میکالے کے لئے اس قسم کے الفاظ استعمال کئے تھے۔ اس لفظ "عزیز" سے مسز میکالے کے دل
میں کچھ شبہ پیدا ہو گیا۔ سوچنے لگی یہ شخص مجھ سے شادی کرنے کا ارادہ تو نہیں رکھتا۔ کہیں
یہ میری پیازی فیتوں کی ٹوپی کا اثر تو نہیں کہ یہ شخص مجھ سے اس قدر محبت کرنے لگا ہے۔ خیر
کیا حرج ہے۔ میں بھی اکیلی رہ کر اکتا گئی ہوں۔ اور یہ شخص کافی مالدار ہے۔ معلوم ہوتا ہے تنہائی
میں اس کی طبیعت بھی گھبراتی ہے۔ ایسے حالات میں اس کا آمادہ شادی ہونا باعث حیرت
نہیں۔ اور میرا فرض ہے کہ اس کی درخواست قبول کروں۔

یہ سب خیالات غیر معمولی سرعت رفتار کے ساتھ مسز میکالے کے دماغ میں پیدا ہوئے
انہی کے اثر سے اس کے چہرہ پر رونق اور لبوں پر تبسم نمودار ہوا۔ اس نے اپنی جگہ سے اٹھ
کر وہی ۱ شلنگ ۳ پنس قیمت کی شراب کی بوتل الماری سے نکالی اور مسٹر ریڈ کلف کی اسی کے
طعام سے مہمانی کیا چاہتی تھی۔ کہ اس نے ہاتھ کے اشارہ سے اس کی تمام سنہری آرزوؤں پر پانی
پھیر دیا۔ اور خصوصیت سے نرم لہجہ اختیار کر کے جو بصورت موجودہ کام نکالنے کے لئے مفید
مطلب تھا کہنے لگا۔

"عزیز میڈم۔ میں آپ سے ایک ضروری معاملہ میں امداد چاہتا ہوں۔۔۔"

یہ الفاظ سن کر مسز میکالے کے چہرہ پر سنجیدگی کے آثار پیدا ہو گئے۔ کیونکہ مسٹر ریڈ کلف سے
شادی کا خیال جو ایک لمحہ کے لئے اس کے دل میں پیدا ہوا تھا۔ وفعتاً کافور ہو گیا۔

"لیکن اس کے ساتھ ہی میں عرض کر دینا چاہتا ہوں" مسٹر ریڈ کلف نے فقرہ جاری رکھتے ہوئے
کہا۔ "میں یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ اس امداد کے لئے آپ کو معقول معاوضہ پیش کروں گا۔"

اس سے مسز میکالے کے چہرہ پر پھر رونق آ گئی۔ کیونکہ حصول زر کا خیال ہر حال میں اس کے
لئے پسندیدہ تھا۔ اور جب اس کے ساتھ معقول کا لفظ بھی شامل ہو تو اس سے قدرتی طور پر اس کے
جذبات مجروح کے اندمال کی صورت پیدا ہوتی تھی۔

کہنے لگی۔ "مسٹر ریڈ کلف اطمینان فرمائیے کہ مجھ سے جو کچھ ممکن ہو۔ دریغ نہ کروں گی۔ رہ گیا

معاوضہ کا سوال۔ اس کا ذکر سراسر غیر ضروری ہے کیونکہ میں پہلے ہی آپ کے بار احسان سے دبی ہوئی ہوں۔"

"اچھا تو سنئے۔ میں اختصار سے کام لیتا ہوں۔" مسٹر ریڈکلف نے کہا "حسن اتفاق سے میں ایک جوان عورت کو جو بعض شخصوں کی بدمعاشی سے مشکلات میں پھنس گئی تھی۔ بچانے میں کامیاب ہو گیا ہوں۔ وہ ایک شریف اور تعلیم یافتہ لڑکی ہے۔ اور میں اسے بہت جلد اس کے والدین کے پاس بھیجدینے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ مگر چند دن کے لئے کچھ ایسی مصروفیتیں درپیش ہیں کہ میں شہر سے باہر جانے پر مجبور ہوں۔ اور نہیں کہہ سکتا کتنے دن میں واپس آؤں گا۔ مگر اس عرصہ میں اس لڑکی یعنی مس اوبرائن کے لئے سکونت کا انتظام لازم ہے۔ ۔ ۔"

"تو خیر آپ اس کی فکر نہ کریں" مسز میکالے نے جلدی سے کہا "میں اس کا انتظام کر دوں گی اور اس سے مادرانہ سلوک کیا کروں گی۔ کیونکہ آپ کی خوشنودی مزاج میرے لئے ہر حال میں مقدم ہے"

"مسز میکالے میں اس عنایت کے لئے تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔" ریڈکلف نے کہا "بس تو اس معاملہ کو طے شدہ سمجھنا چاہئے۔ معاوضہ کی تشریح بے ضرورت ہے۔ کیونکہ آپ میری عادت سے اچھی طرح واقف ہیں۔ بہر صورت اس لڑکی کا خوب خیال رکھئے۔ اسے بہت کم باہر جانے دیجئے اور تنہا تو کسی حالت میں نہیں۔ کیونکہ اگر ان لوگوں کو جنہوں نے پیشتر اسے دام تزویر میں پھنسایا تھا۔ اس کی موجودہ سکونت کا پتہ مل گیا۔ تو وہ اسے بھگا کر یا زبردستی جس طرح ممکن ہو گا لے جانے کی کوشش کریں گے۔ پس اگر میں نے واپسی پر معلوم کیا۔ کہ وہ چلی گئی ہے۔ تو میں اسے آپ ہی کا قصور سمجھوں گا۔ لیکن اگر وہ یہیں آپ کی حفاظت میں رہی تو معاوضہ کی معقولیت میں کلام نہیں۔ غالباً آپ میرا مطلب اچھی طرح سمجھ گئی ہوں گی۔ مزید اطمینان کے لئے میں اس قدر اور بھی کہہ دینا چاہتا ہوں کہ مجھے اس لڑکی سے محض انسانی ہمدردی اور اس کی حفاظت کا مذہبی پاس ہے۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں۔"

"مسٹر ریڈکلف آپ ناحق تفصیل کی تکلیف کرتے ہیں۔" مسز میکالے نے جلدی سے کہا "آپ کا چلن ہر طرح کے شکوک سے بالاتر ہے۔ آپ اسے میرے پاس لے آئیں۔ میں اسے اپنی بیٹی کی طرح رکھوں گی۔"

"بیشک۔ سنئے ایک بات اور بھی ہے۔" مسٹر ریڈکلف نے کہا "چونکہ وہ اس جگہ سے جہاں پہلے رہا کرتی تھی۔ یکایک چلی آئی ہے۔ اس لئے نہ اس کے پاس روپیہ ہے نہ کپڑے۔ یہ دو چیزیں آپ

کو مہیا کرنی ہوں گی۔"

اتنا کہہ کر مسٹر ریڈکلف نے کچھ بنک نوٹ لاپروائی سے میز پر ڈال دیئے۔ پھر بالاخانہ پر جاکر ایزلین کو ساتھ لایا اور اسے مسز مبکالے کے روبرو پیش کیا۔

اس اثنا میں کرسچن اسٹیشن کپڑوں کا صندوق لے کر مارچ مونٹ ہوس کو واپس چلا گیا تھا اور وہاں پہنچکر جیسا ڈیوک۔ اس کے آقا نے ہدایت کی تھی۔ اسپر اپنے نام کا لیبل لگایا۔ بعدازاں صبح کو اوک لینڈس کی جانب روانہ ہونے کی تیاریاں مکمل کرکے سوگیا۔ لیکن بیداری و خواب میں اس پراسرار مس ونسنٹ کی تصویر ہر وقت اس کے پیش نظر رہتی تھی۔ جس رات اس نے اسے مسٹر جب کے مکان پر دیکھا۔ اسے تین دن ہو چکے تھے۔ اس عرصہ میں اس نے بارہا کسی نہ کسی بہانہ سے دوبارہ وہاں جانے کا ارادہ کیا۔ مگر اس لئے نہ جاسکا کہ کوئی معقول عذر موجود نہ تھا۔ اصل یہ ہے کہ کرسچن ایک ہی نظر میں مس ونسنٹ پر فریفتہ ہوچکا تھا گو موجودہ حالات میں وہ اپنے خیالات کی صحیح نوعیت سے خبردار نہ تھا۔

رات بھر اس حسینہ کے خواب دیکھتے رہنے کے بعد آخر جب اس کی آنکھ کھلی۔ تو کرسچن نے اوک لینڈس چلنے کی تیاری شروع کی۔ ڈیوک کے داروغہ مسٹر کیلورٹ نے اسے اتنا روپیہ جو رستہ کے اخراجات کے لئے کافی تھا۔ دے دیا جس کے بعد وہ گاڑی پر سوار ہوکر چلا۔ دیودار کا بنا ہوا وہی بکس جس میں ڈچس کے لباس کے پراسرار متنے رکھے ہوئے تھے۔ اس کے اسباب میں شامل تھا۔ سہ پہر کو ۲ بجے کے قریب وہ اس سایہ دار سڑک کے کنارہ جو قصر اوک لینڈس کی طرف جاتی تھی دربان کی کوٹھری کے پاس گاڑی سے اترا۔ جنوری کا مہینہ تھا اور پت جھڑ کی وجہ سے درختوں کی ٹہنیاں بے برگ نظر آتی تھیں۔ پھر بھی کرسچن کے لئے جو عرصہ دراز تک اینٹ چونے کے اس صحرائے عظیم میں جس کا نام لندن ہے۔ زندگی بسر کرکے آرہا تھا۔ فضا و اشجار کی یہ خیال انگیز محویت اور صاف ہوا کی فرحت بخش تازگی ہر لحاظ سے باعث راحت ثابت ہوئی۔ دربان کے لڑکے نے جو ۱۸ سال عمر کا ایک مضبوط نوجوان تھا۔ کرسچن کا اسباب اٹھالیا۔ اور اسے ساتھ لے کر کوٹھی کی طرف چلا۔ وہاں پہنچ کر اس نے سب چیزوں کو اس کمرہ میں رکھ دیا جو کرسچن کی سکونت کے لئے مخصوص تھا۔ اور چونکہ ڈیوک نے حکم جاری کر دیا تھا کہ مارچ مونٹ ہوس کی طرح وہ یہاں عرصہ قیام میں بھی اس جگہ کے داروغہ سے ملکر کھانا کھایا کرے اس لئے کرسچن کی ان آسائشوں میں جو اسے لندن والے مکان میں حاصل تھیں۔ کچھ فرق نہیں آیا۔

قصر اوک لینڈس میں پہنچکر اس نے ڈیوک کو اپنی آمد کی اطلاع کرائی۔ سہ پہر کو شرف باریابی حاصل ہوا جس کے بعد ڈیوک نے اس سے بکس کے متعلق سوالات پوچھنے شروع کئے کرسچن نے جواب دیا وہ بکس میں اپنے ساتھ لایا ہوں اور اس نے وہ تھیلی جس میں کنجی بند تھی۔ اس کے حوالہ کی۔

ڈیوک آف مارچ مونٹ بہت خوش ہوا اور کہنے لگا "تم نے میری ہدایات کی پوری تعمیل کی۔ اس لئے میں تم سے بہت خوش ہوں۔ غالباً مارچ مونٹ ہوس میں نوکروں نے اس بکس کی نسبت کسی طرح کے سوالات نہ پوچھے ہوں گے؟"

"جی بالکل نہیں" کرسچن نے جواب دیا۔

"بہت اچھا۔ اب تم ایک دو روز اسے اپنے ہی پاس رکھو" ڈیوک نے کہا "مزید ہدایات میں پھر دوں گا۔ علاوہ بریں میں چونکہ اس جگہ محض بغرض تفریح آیا ہوں۔ اور کسی قسم کی خط و کتابت نہ کروں گا۔ اس لئے تمہیں ہر وقت فرصت ہوگی۔ تم اپنا وقت جس طرح مناسب سمجھو صرف کر سکتے ہو۔"

کرسچن نے ادب سے سلام کیا اور رخصت ہوا اس کے تھوڑی دیر بعد اسے معلوم ہوا کہ آنریبل مسٹر سٹینھوپ بھی قصر اوک لینڈس میں آیا ہوا ہے۔ اگرچہ اس کے علاوہ اور کوئی مہمان موجود نہ تھا داروغہ سے اثنائے گفتگو میں اسے یہ بھی معلوم ہوا کہ ڈیوک آف مارچ مونٹ بہت کم یہاں تشریف لاتے ہیں۔ جب کبھی دیہات کی سیر کرنا ہو تو اپنے دوسرے املاک میں چلے جاتے ہیں۔

"لیکن" سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے مسٹر پیروس یعنی داروغہ نے کہا "سرکار کی یہ عادت چنداں باعث حیرت نہیں۔ کیونکہ سترہ اٹھارہ سال پہلے جو افسوسناک واقعات اس جگہ ظہور میں آئے تھے وہ کچھ اس طرح ان کے لوح دل پر کندہ ہو چکے ہیں کہ ان کا اثر آسانی سے محو ہونا مشکل ہے۔ اس میں شک نہیں ان واقعات کو عرصہ طویل گذر گیا ہے۔" داروغہ نے جو عام بڈھوں کی طرح غیر معمولی طور پر باتونی تھا کہا۔ "لیکن مسٹر ایشٹن معاملہ کا سب سے رنجدہ پہلو ڈیوک آنجہانی کا قتل نہیں۔ ہماری سرکار کو جو صدمہ ہوا وہ اس لئے تھا کہ واردات حضور کے بھائی کے ہاتھوں عمل میں آئی تھی۔"

"میں نے ان واقعات کی تفصیل پڑھی ہے۔" کرسچن نے کہا۔ "اور مجھے اس کے مطالعہ سے سخت ہی رنج ہوا تھا۔ مگر کیا اس وقت سے مسٹر بڑام دوین کا جس کے ہاتھوں واردات ہوئی۔ کوئی پتہ ملا؟"

"بالکل نہیں۔" بڈھے پیروس نے جواب دیا "میرا خیال ہے۔۔۔ اور میرا کیا ہر شخص کا یہی خیال

ہے کہ وہ ڈچس کو ساتھ لے کر امریکہ چلا گیا۔ جہاں وہ اس سے پہلے بھی رہ چکا تھا۔ غالباً اس جگہ انہوں نے دوسرے نام اختیار کر لئے کہ اصلیت کسی پر ظاہر نہ ہو۔"

"مگر کیا اس وقت جب یہ واقعہ ظہور میں آیا۔ آپ یہیں تھے؟" کریچن نے دریافت کیا۔

"ہاں تھا۔" داروغہ نے سر کو افسوس سے حرکت دیتے ہوئے کہا۔ "اس زمانہ میں میں خانساماں تھا۔ اور ڈیوک آنجہانی کی لاش اول مرتبہ میں نے ہی ان کے خادم خاص بیچلے سے ملکر دریافت کی تھی۔ کسی روز فرصت ہوئی تو میں تمہیں وہ جگہ دکھا دوں گا۔ جہاں لاش ملی تھی۔ مسٹر ایشٹن اس وقت کا جگر پاش منظر اب تک میری نظروں میں ہے۔ اس زمانہ کے نوکروں میں اکیلا میں ہی باقی رہ گیا ہوں۔ باقیوں میں سے کوئی کہیں کوئی کہیں چلا گیا۔ بعض نے عروج حاصل کر لیا۔ بعض شادی کر کے آباد ہو گئے۔ اکیلا میں کسی نامعلوم طریق پر یہاں باقی ہوں۔ بیچلے جس کا میں نے ذکر کیا ہے۔ اس نے ایک کاشتکار کی لڑکی سے جو یہاں سے کوئی بارہ میل کے فاصلہ پر رہا کرتی تھی شادی کر لی اور جب اس لڑکی کا باپ مر گیا تو بیچلے نے وہیں کاشت شروع کر دی۔ اب مرنے میں ہے اور گاہ بگاہ مجھ سے ملا کرتا ہے۔ بار ہا گھوڑے پر سوار ہو کر ملنے چلا آتا ہے۔" پھر اس نے حسرتناک لہجہ میں کہا۔ "اے میاں یہ بھی کوئی زندگی ہے جو ہم آجکل بسر کرتے ہیں۔ اگلی سرکار کے وقتوں میں آئے دن مہمان جمع رہتے اور عیش و طرب کے جلسے ہوا کرتے تھے . . ."

"کیوں مگر۔ ڈچس الزا کیا بہت خوبصورت تھی؟" کریچن نے پوچھا۔

"خوبصورت!" عمر رسیدہ داروغہ نے کہا۔ "میرے دوست اس کے برابر حسین عورت نہ کبھی دنیا میں پیدا ہوئی نہ ہو گی۔ مگر کتنا افسوسناک واقعہ ہے کہ اس نے مسٹر ہڑرام سے تعلق پیدا کرنا منظور کیا۔ اس میں شک نہیں بعد میں پتہ چلا تھا کہ شادی سے پہلے دونوں میں عشق تھا۔ پھر بھی . . . مگر جانے دو . . . اب اس افسردہ کن ذکر میں کیا رکھا ہے ہاں اس زمانہ کے نوکروں کا ذکر کرتے ہوئے مجھے یاد آگیا۔ تب اس جگہ ایک جوان عورت جینن نامی رہا کرتی تھی جسے ڈچس کی خادمہ خاص کا درجہ حاصل تھا۔ وہ بیگم صاحب سے بہت پیار کرتی تھی۔ اور جب یہ واقعات ظہور میں آئے تو اسے اتنا صدمہ ہوا کہ دیوانی ہوئی جاتی تھی۔ غریب عورت افسر مرگ کی تحقیقات کے تھوڑا عرصہ بعد واقعی دیوانی ہو گئی۔ اور اسے اس کے گھر بھیج دیا گیا۔ اس وقت کے بعد اس کا حال معلوم نہیں۔ گو کئی بار اب بھی اس کی یاد آتی ہے۔"

اتنا کہہ کر عمر رسیدہ داروغہ چپ ہو گیا۔ اور اس نے افسردگی سے سر کو حرکت دی۔

بہرحال اس میں تو شک نہیں کہ ڈچس الزا کے مسٹر برٹرام ڈوین سے ناجائز تعلقات تھے۔"
کرسچین نے کہا۔ کیونکہ اس واقعہ کی جو تفصیل میری نظر سے گذری ہے۔ اس میں لکھا تھا۔۔۔"
"مسٹر اینسٹن میں تمہارا مطلب سمجھ گیا" داروغہ نے قطع کلام کر کے کہا۔ "اس میں شک نہیں
ڈیوک آنجہانی نے ایک مرتبہ بیگم کی عصمت پر شک کرنے کے بعد صاف لفظوں میں اعلان کر دیا تھا
کہ میں نے اس کے خلاف بے جا شبہات کو دل میں جگہ دی ورنہ اسکی پاکبازی مسلمہ ہے۔ چنانچہ
اس اعلان کے بعد ہی انہوں نے ہم سب کو ڈچس کی تلاش میں بھیجا تھا۔ اور ہم خوش تھے۔ کہ
بیگم صاحب کی پاکبازی ثابت ہو گئی۔ کیونکہ ہم لوگوں کو ان سے دلی محبت تھی۔ اور انہیں بدنام
و رسوا ہوتے دیکھ کر سخت رنج ہوا تھا۔ لیکن اس کے بعد جب قتل کی واردات ہوئی تو ہماری
خوشی رنج اور امیدیں یاس میں بدل گئیں۔ کیونکہ ڈیوک کا قتل برٹرام ڈوین کے علاوہ اور
کس کے ہاتھوں ہو سکتا تھا۔ اور اس کے لئے اس قتل کی تحریک اس کے سوا کیا تھی کہ ڈچس
کو لیکر فرار ہو جائے؟ علاوہ بریں اگر وہ نیک و پاک ہوتے تو اس وقت کے بعد اب تک ان
کے عدم پتہ رہنے کی کیا ضرورت تھی؟ کیا ان سب حالات سے یہ بات ثابت نہیں ہوئی کہ دونو
ملکر کسی طرف کو روانہ ہو گئے اور اگر ایسا ہوا تو ان کے ناجائز تعلقات میں کیسے شبہ ہو سکتا
ہے؟ علاوہ بریں ڈیوک کے یہ الفاظ کہ میں نے بیگم کے خلاف شک کر کے سخت بے انصافی کی۔
اخبارات میں چھپ گئے تھے۔ یقیناً یہ بیان ڈچس کی نظروں سے بھی گذرا ہوگا۔ پس اگر وہ حقیقتاً
نیک و پاک ہوتی تو اس کے بعد ضرور واپس آجاتی "

کرسچین کے دل کو اس بیان و استدلال سے سخت صدمہ ہوا۔ کیونکہ اس کی طبعی فیاضی
کی تحریک یہی تھی کہ ڈچس الزا کو جس کے متعلق وہ ایک عجیب و پُراسرار داستان سن چکا تھا
بے قصور و مظلوم سمجھا جائے۔ مگر داروغہ کی بیان کردہ تفصیل کے بعد اس کے دل میں بھی اس
بدنصیب عورت کے گنہگار ہونے کی نسبت کسی طرح کا شبہ باقی نہ رہا۔ اور اسے مجبوری افسردگی
کے لہجہ میں کہنا پڑا "بے شک" ۔

"کچھ شک نہیں وہ گنہگار تھی" عمر رسیدہ داروغہ نے سلسلہ بیان جاری رکھتے ہوئے
کہا۔ "معلوم نہیں ڈیوک کو کیونکر دفعتاً اس کی بے گناہی کا یقین ہو گیا۔ بہرصورت اس میں شک نہیں
کہ ہماری موجودہ سرکار نے اس موقعہ پر قابل تعریف فیاضی سے کام لے کر بھائی اور چچا کی باہمی
کشیدگی رفع کرنے کی امکان بھر کوشش کی۔ پھر اس کے بعد جب معاملہ افسر مرگ کی عدالت

پیش پیش تھا۔ تو انہوں نے کس مجبوری سے بھائی کا نام لیا۔ آہ! وہ نظارہ دیکھنے لائق تھا۔ ہماری سرکار نے بہت کوشش کی کہ برٹرام پر الزام نہ آئے۔ کیونکہ انہیں اس سے گہری محبت تھی۔ لیکن عدالت کے اصرار پر مجبوراً سب حال کہنا پڑا۔ افسوس اس وقت کو یاد کرکے اب بھی آنکھوں میں آنسو بھر آتے ہیں۔ لیکن اس معاملہ میں سرکار کیا کر سکتے تھے۔ جیسا تمہیں معلوم ہے ڈیوک آنجہانی کے کتے نے قاتل کے کوٹ کی دھجی پھاڑ لی تھی۔ تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ وہ دھجی مسٹر برٹرام ہی کے کوٹ کی تھی۔ پھر وہ خنجر جس سے واردات ہوئی اور جو اب تک یہاں اوک لینڈ میں رکھا ہوا ہے۔ وہ بھی برٹرام کا تھا۔ وہ میں کسی روز تمہیں دکھاؤں گا۔"

اس گفتگو کے بعد کرسچن کو تنہائی میں غور و فکر کا موقعہ ملا۔ تو اسے یہ سوچ کر سخت افسوس ہوا کہ موجودہ ڈیوک آف مارچ مونٹ کی طبیعت میں اس وقت کے بعد کتنی عظیم تبدیلی ہو چکی ہے اس زمانہ کے جس قدر حالات اسے معلوم ہوئے ان سے یہی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ تب وہ نہایت فیاض و مخیر تھے۔ مگر اب یہ حالت کہ ایک حسین و پاکباز عورت کو جس کی محبت و حفاظت کا اقرار انہوں نے گرجا میں خدا اور انسان کے روبرو کیا تھا۔ سیاہ ترین چالوں سے تباہ اور برباد کرنے پر تلے ہوئے تھے۔ ڈیوک کی عادات میں جو عظیم و خوفناک تبدیلی عمل میں آ چکی تھی اُسے یاد کرکے کرسچن کے دل کو سخت ہی صدمہ ہوا۔

اگلے روز داروغہ پرودس کرسچن کو ساتھ لیکر سیر کرنے چلا۔ باتوں باتوں میں معلوم ہوا کہ عمر رسیدہ شخص نے آج تک شادی نہیں کی اور جہاں تک اسے یاد ہے دنیا میں اس کا کوئی رشتہ دار بھی نہیں کرسچن نے معلوم کیا وہ طبعاً نیک اور ملنسار ہے اور جس شخص کے لئے اس کے دل میں پاس عزت ہو۔ وہ اس سے بے حد محبت کرنے لگتا ہے۔ کرسچن کے طریق و اطوار سے نیز اس لئے کہ وہ اس کی باتوں کو غور سے سنا کرتا تھا اسے غیر معمولی انس ہو گیا۔ چنانچہ اسے ساتھ لیکر باغات کی سیر کرتا ہوا وہ اسے مختلف مقامات دکھاتا پھر رہا تھا چلتے چلتے وہ اسے سڑک کے کنارہ اس جگہ لے گیا جہاں تالاب کے پاس مقتول ڈیوک کی لاش ملی تھی۔ اور ساری کیفیت بیان کرکے بتایا کہ بدنصیب امیر کس حالت میں پڑا ہوا پایا گیا تھا۔ پورے حالات سن کر کرسچن کانپ گیا۔ اسے لرزہ براندام دیکھ کر بڈھا پرودس کہنے لگا۔

"سانحہ واقعی ہولناک تھا۔ اور یہی وجہ ہے کہ آس پاس دیہات کے لوگ جہاں تک ممکن ہو غروب آفتاب کے بعد اس جگہ کے پاس سے نہیں گذرتے۔ مسٹر ایشٹن میں نے سنا ہے

راتوں کو کوئی پراسرار روح اس جگہ کے پاس پھرتی دیکھی گئی ہے اور اس قسم کی چیخیں بھی سنائی دیتی ہیں گویا کسی زخمی کتے کے منہ سے نکل رہی ہوں۔ چونکہ میں ایسے توہمات کا قائل نہیں ہوں۔ اس لئے میں تو ان باتوں کو تسلیم نہیں کرتا۔ پھر بھی جن حالات میں بدنصیب ڈیوک کا قتل ظہور میں آیا وہ حقیقتاً ایسے خوفناک تھے۔ کہ ان کی روح کا بےچین ہو کر مقتل کے پاس پھرنا باعث حیرت نہیں ہو سکتا۔"

دونو آہستہ چلتے ہوئے محل کی طرف واپس ہوئے اور اس جگہ کریچن نے دیکھا کہ آنریبل مسٹر سٹینہوپ ڈچس کے ساتھ باغ میں سیر کرتا پھر رہا تھا۔ اس نے داروغہ کی طرف مڑ کر دیکھا کہ معلوم ہوا اس پر اس نظارہ کا کیا اثر ہوا ہے۔ مگر پیرس کو چونکہ حقیقت حال کا علم نہ تھا۔ اس لئے وہ اسے محض ایک سرسری واقعہ سمجھتا تھا۔ اسے چپ دیکھ کر کریچن بھی خاموش رہا۔

رات کے ساڑھے دس بجے کے قریب کریچن دن بھر کا تھکا ماندہ آرام کی غرض سے اپنے کمرہ میں داخل ہوا۔ دن کا بڑا حصہ اس نے بڈھے داروغہ کے ساتھ ملکر اور کچھ حصہ تنہا سیر کرنے میں بسر کیا تھا۔ اس لئے طبیعت رفع کسل چاہتی تھی۔ مگر ابھی کپڑے اتارنے ہی لگا تھا کہ کمرہ کا دروازہ کھلا اور ڈیوک آف مارچ مونٹ داخل ہوا۔

جلدی سے دروازہ بند کر کے ڈیوک نے کہا "اچھا ہوا کہ میں وقت پر آگیا۔ چونکہ تم نے ابھی کپڑے اتارنے شروع نہیں کئے۔ اس لئے میرے ساتھ چلو میں ایک کام میں تمہاری مدد لینا چاہتا ہوں۔ کام کی نوعیت میں عنقریب بیان کر دوں گا۔ سردست تم آتشدان میں آگ جلاکر کوئی کتاب دیکھنا شروع کر دو۔ قریباً ایک گھنٹہ میں واپس آکر میں تمہیں ساتھ لے جاوں گا۔"

اتنا کہہ کر ڈیوک آف مارچ مونٹ واپس ہوا اور کریچن کے دل میں خود بخود یہ خیال پیدا ہونے لگا کہ عجب نہیں اس نئے کام کا تعلق بھی اسی بکس سے ہو۔ جس میں ڈچس کی نقلی پوشاکیں بند ہیں۔ اس نے اٹھ کر آگ جلائی۔ نیند کی خواہش قطعاً سلب ہو چکی تھی۔ دل یہ بات معلوم کرنے کو بےچین تھا۔ کہ ڈیوک کی سازش جس کی شکست کے لئے اس نے ریڈکلف سے مل کر کام شروع کیا تھا۔ اب کیا رنگ لاتی ہے۔ آگ کے قریب بیٹھا ہوا وہ ایک کتاب کی ورق گردانی کرتا رہا۔ اسی طرح آدھی رات ہو گئی۔ اور اس وقت ڈیوک آف مارچ مونٹ دوبارہ اس کے کمرہ میں داخل ہوا۔ اب اس نے ٹوپی اوڑھ رکھی تھی۔ اور گلے میں کھلا کوٹ تھا۔ معلوم ہوتا تھا کہیں باہر جا رہا ہے۔

کرسچن کی پیٹھ پر واقفانہ انداز سے ہاتھ پھیر کر ڈیوک نے معمول سے زیادہ پیار کے لہجہ میں کہا۔
"میرے عزیز دوست۔ میں تم سے ایک نہایت ضروری کام میں امداد چاہتا ہوں۔ تم میرے ملازم خاص ہو۔ اور خاص آدمیوں سے کوئی بات پوشیدہ نہیں رکھی جاتی۔ اس لئے تمہیں ہر لحاظ سے قابل اعتماد سمجھ کر اپنا رازدار بناتا ہوں۔ اس سے پہلے تم نے لندن میں میرا ایک کام جس خوش اسلوبی سے کیا ہے اس کی وجہ سے بھی میرے دل میں تمہاری منزلت بڑھ چکی ہے۔" پھر سرسری لہجہ اختیار کر کے اس نے کہا "میرا خیال ہے میں نے پیشتر بھی تم سے کہا تھا کہ اس بکس میں چند تحائف ہیں جو میں اپنے مزارعین خاص کی بہو بیٹیوں کو دینا چاہتا ہوں۔ خواہش یہ ہے کہ انہیں معلوم نہ ہو یہ چیزیں انہیں کس نے دی ہیں۔ بادی النظر میں یہ بات عجیب معلوم ہوتی ہے۔ مگر ایک دھن ہے جسے میں پورا کرنا چاہتا ہوں۔ کیا تم میرا مطلب سمجھ گئے؟"

"ہاں سرکار سمجھ گیا" کرسچن نے ایسے طریق پر جواب دیا کہ مجال نہیں اس کے چہرہ کی رنگت میں ذرا بھی فرق آیا ہو "مگر فرمائیے اس وقت میں کیا خدمت سرانجام دے سکتا ہوں۔ مجھے اس سے سرمو انکار نہ ہوگا۔"

"تمہیں وہ بکس لے کر تھوڑی دور میرے ساتھ چلنا ہوگا" مارچ مونٹ نے کہا "یہ کچھ ایسا بھاری نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں ریشم اور ململ کے چند کپڑوں۔ شال ٹوپیوں رومالوں اور ایسی ہی بعض اور سستی چیزوں کے سوا کچھ نہیں۔ جنہیں میڈم اینجلیک ویسی ہی خوش اسلوبی سے تیار کرتی ہے جیسے ہماری قیمتی چیزوں کو۔"

کرسچن اچھی طرح جانتا تھا کہ مارچ مونٹ اول سے آخر تک جھوٹ کہہ رہا ہے۔ مگر وہ چپ رہا اور گلے میں اوورکوٹ پہن اور سر پر ٹوپی رکھ کر صندوق اٹھا ساتھ ہولیا۔ ڈیوک کی سابقہ ہدایات کے مطابق اس نے اپنے نام کا لیبل چاک کر دیا تھا۔ ڈیوک نے موم بتی جو کمرہ میں جل رہی تھی۔ گل کر دی اور اس کے بعد کرسچن کو ساتھ لیکر مکان کے دوسرے حصہ میں ایک اور زینہ کی طرف چلا۔ اس زینہ کی راہ سے اُتر کر اس نے کنجی کی مدد سے باہر کا دروازہ کھولا اور دونو آگے پیچھے باہر نکلے۔

رات اندھیری اور زور کا جھکڑ چل رہا تھا۔ سطح آسمان سے چاند اور تارے غائب تھے۔ اور سیاہ بادل تیزی سے اُڑتے پھر رہے تھے۔ رات کی تاریکی میں درختوں کی بے برگ شاخیں دیووں کے پنجہ کی طرح نظر آتی تھیں۔ اور باغ میں تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر جو سبز پودے اُگے ہوئے تھے

ان پر شکل انسانی کا دھوکا ہوتا تھا۔ ڈیوک چپ چاپ، آگے چلتا گیا۔ کرسچن بکس کندھے پر رکھے اس کے ساتھ تھا۔ چلتے چلتے دونو اس سڑک پر جا پہنچے جس پر داروغہ پروس دن میں کرسچن کو سیر کرانے لے گیا تھا۔ اور جس کے ایک جانب وہی تالاب واقع تھا جس کے کنارہ سابق ڈیوک آف مارچ مونٹ کے قتل کی واردات ہوئی تھی۔

"رات سرد ہے" ڈیوک نے مہر سکوت کو توڑتے ہوئے کہا۔ "اور ہوا بھی تیز چل رہی ہے۔ معلوم ہوتا ہے تم اس بکس کے بوجھ سے دبے جاتے ہو۔"

"نہیں حضور بکس کچھ ایسا وزنی نہیں۔" کرسچن نے جواب دیا۔ "مگر دیکھئے تو ہوا کس طرح سائیں سائیں کرتی ہے۔ بالکل ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کے اندر مرنے والوں کی جانکنی کی آوازیں شامل ہیں۔"

"کیسے فضول خیالات ہیں۔" مارچ مونٹ نے لاپروائی سے کہا۔ "ہوا کی آواز سراسر قدرتی ہے کرسچن ایسے باطل خیالات کو کبھی دل میں جگہ نہ دیا کرو۔"

دونو چپ ہو گئے۔ پھر بھی تالاب کے پاس جا کر کرسچن کو اپنے بدن میں سنسنی پیدا ہوتی معلوم ہوئی۔ نہ اس لئے کہ وہ نوبہات کا قاتل تھا۔ بلکہ موجودہ احساس کا باعث حقیقی یہ تھا۔ کہ اول تو پروس نے دن کے وقت اس سے بیان کیا تھا۔ گاؤں کے لوگوں نے بارہا رات کے وقت تالاب کے پاس سے گذرتے ہوئے عجیب و غریب شکلیں دیکھی اور خوفناک آوازیں سنی ہیں۔ اور جیسا ان حالات میں قدرتی ہے۔ اس بیان کی یاد کرسچن کے دل میں اضطراب پیدا کر رہی تھی۔ دوسرے اس کو معلوم تھا اس تالاب کے پاس قتل کی ایک خوفناک واردات ظہور میں آئی ہے۔ اس کی تفصیل جو اسے یاد تھی وہ اس موقعہ پر اس کے دل میں کئی طرح کے مشوش خیالات پیدا کر رہی تھی۔ اسی سلسلہ میں اسے خیال آیا کہ ڈیوک آف مارچ مونٹ کتنا سنگدل ہے کہ ایک خطرناک سازش کی تکمیل کے لئے اسی راہ پر بےخوف چل رہا ہے جس میں پیشتر اسی خاندان کے ایک شخص کا قتل ظہور میں آیا تھا۔

اس طرح باتیں سوچتے ہوئے کرسچن ڈیوک کے پیچھے چلتا گیا حتیٰ کہ دونو تالاب کے بالکل پاس پہنچ گئے۔ رات کے دھندلکے میں تالاب کا پانی جھلملاتا ہوا نظر آتا تھا۔ کرسچن نے اسے دیکھا تو خوف سے کانپ گیا۔ اور گو زبان سے کچھ نہیں کہا۔ تاہم دل میں سوچا کہ جب ڈیوک ایک فعل شنیع کی انجام دہی کے لئے اس راہ پر بےخوف چل رہا ہے۔ تو میرے لئے ان ہولناک واقعات کی یاد تازہ رکھنا جو یقیناً ڈیوک کے دل سے محو نہ ہوئی ہو گی۔ نامناسب ہوگا۔ بہرحال اس نے دیکھا۔ کہ اس مقام

کے پاس پہنچ کر ڈیوک نے اپنی رفتار تیز کر دی۔ کرسچن کے کندھے پر چونکہ بوجھ تھا۔ اور سامنے سے تیز ہوا چل رہی تھی۔ اس لئے وہ چند قدم پیچھے رہ گیا۔ لیکن تھوڑی دور چل کر ماسچ مونٹ نے پھر اپنی رفتار ہلکی کر دی جس مقام پر قتل کی واردات ہوئی تھی۔ اس سے کوئی ایک سو گز کے فاصلہ پر وہ ایک گلی کی طرف مڑا۔ کرسچن بدستور اس کے پیچھے تھا۔ تھوڑے فاصلہ پر ایک اوسط درجہ کا مکان نظر آیا جس کے ساتھ خانہ باغ ملحق تھا۔ ڈیوک نے اس کا پھاٹک کھولا اور کرسچن کو ساتھ لئے اندر گیا۔ تاریکی میں یہ جگہ کرسچن کو سنسان اور ویران معلوم ہوئی۔ کھیت میں قبرستان کی طرح سناٹا تھا۔ حالانکہ پھاٹک کھلنے سے جو شور ہوا وہ اتنا تھا کہ اگر یہ جگہ آباد ہوتی تو اسے سن کر پالتو بطخیں اور مرغیاں آواز پیدا کرنے لگتیں اور کتے بھی ضرور بھونکنے لگ جاتے۔

ڈیوک نے آگے بڑھ کر دروازہ پر دستک دی۔ اور ایک سال خوردہ عجوزہ نے جس کا سر ہلتا اور ٹانگیں لڑکھڑا رہی تھیں۔ اسے کھولا۔ عورت کے ہاتھ میں ایک شمع تھی جس کی روشنی میں ڈیوک کو پہچان کر اس نے چند الفاظ کہے جنہیں کرسچن نہیں سمجھا۔ ڈیوک نے جلدی سے کچھ جواب دیا جس سے بظاہر اس بڑھیا کو خاموش رکھنا مطلوب تھا۔ اس کے بعد اس نے کرسچن کو بکس رکھنے کی ہدایت کی۔ نوجوان نے اس حکم کی تعمیل میں بکس کو فرش پر رکھ دیا اور دونو تیز چلتے ہوئے اس جگہ سے واپس ہوئے۔

جب اس گلی سے گذر کر سڑک کی طرف جا رہے تھے۔ تو کرسچن کے دل میں خیال آیا کہ آخر اس پر اسرار بکس کو اس ویران مکان میں رکھنے کا کیا مطلب ہوگا۔ ڈیوک چپ چاپ آگے آگے چل رہا تھا۔ اور کرسچن بھی خاموش تھا۔ مگر تالاب کے پاس پہنچ کر نوجوان کے منہ سے دفعتاً کلمہ استعجاب نکلا اور اس نے بے اختیار ڈیوک کا بازو پکڑ لیا۔

سہمگین ہو کر کہنے لگا "دیکھیے۔ مائی لارڈ۔ دیکھیے۔ یہ صورت کس کی ہے؟"

واقعی تالاب کے پاس ایک سیاہ سی چیز چلتی نظر آتی تھی۔ ڈیوک نے غور سے دیکھا۔ نہیں یہ نظری دھوکا نہ تھا۔ بالکل ایسی شکل تھی جیسی اندھیرے میں انسان کی نظر آتی ہے اور وہ ایک سے دوسری طرف جا رہی تھی۔

ڈیوک چلتے چلتے رک گیا۔ اور اس کے منہ سے بے اختیار نکلا "آہ!"

اتنے میں وہ پر اسرار صورت تالاب کے پاس سے گذر کر سڑک کے موڑ پر تاریکی میں غائب ہو گئی۔

"نہیں۔ کچھ نہیں!" ڈیوک نے لاپروائی سے کہا۔ مگر کریچن کو محسوس ہوا کہ اس کے لہجہ میں بھی کسی قدر تھراہٹ پائی جاتی تھی۔ "کوئی بھولا ہوا مسافر معلوم ہوتا ہے۔ آؤ دیکھیں۔"

اتنا کہہ کر ڈیوک آف مارچ مونٹ کریچن کو ساتھ لئے تیز چلتا اس پراسرار صورت کے پیچھے ہو لیا۔ اگر واقعی وہ کوئی مسافر ہوتا اور اس کی رفتار میں غیر معمولی تیزی موجود نہ ہوتی۔ تو وہ بہت جلد اس کے قریب پہنچ جاتے۔ مگر جب وہ آگے بڑھے تو صورت غائب ہو چکی تھی!

"میرا خیال ہے وہ شخص کھیتوں کی راہ سے گذر گیا۔" ڈیوک آف مارچ مونٹ نے دوبارہ رفتار ہلکی کر کے کہا۔ اور پھر کسی فوری خیال کے زیر اثر اس نے کریچن سے پوچھا۔ "کیوں مگر تم ڈرے کیوں تھے؟ کس لئے تم نے میرا بازو پکڑا تھا؟..."

"میں حضور سے معافی چاہتا ہوں۔" نوجوان نے جواب دیا۔ "واقعی مجھ سے غلطی ہوئی..."

"نہیں میں تمہیں اس کے لئے برا نہیں کہتا۔" مارچ مونٹ نے کہا۔ "میرے کہنے کا مطلب فقط یہ ہے کہ آخر اس میں ڈرنے کی کیا بات تھی؟"

"مائی لارڈ حقیقت حال یہ ہے کہ آج دن میں جس وقت حضور کے داروغہ مسٹر پرس کے ساتھ اس طرف سیر کرنے آیا۔ تو انہوں نے مجھے یہ جگہ دکھا کر بتایا تھا..."

"آہ میں سمجھا۔" ڈیوک نے کہا۔ "معلوم ہوتا ہے بیوقوف بڈھا تمہیں اس جگہ کی نسبت طرح طرح کی کہانیاں سناتا رہا ہے۔ کریچن اس میں شک نہیں اپنے محترم چچا کی یاد آج تک میرے دل سے محو نہیں ہوئی۔ مگر اس کے باوجود میں ایسے توہمات کا قائل نہیں ہوں۔ وہمی خیالات کو دل میں جگہ دینا مردانگی کی شان سے بعید۔ اور کمزوری ہے۔ یہی نصیحت میں نے تمہیں آتی دفعہ کی تھی۔ اور یہی آئندہ کے لئے کرتا ہوں۔"

اس کے بعد پھر خاموشی ہوگئی۔ اور تھوڑے عرصہ میں دونو واپس محل میں پہنچ گئے۔

اس وقت ڈیوک نے ہلکی آواز سے کہا۔ "میرے دوست یہ بیان کرنا لاحاصل ہے کہ اس واقعہ کا ذکر کسی شخص سے مطلق نہ ہونا چاہئے۔ تم نے دیکھ لیا۔ میں تم پر پورا بھروسہ کرتا ہوں۔ تمہارا ابھی فرض ہے۔ کہ اپنے آپ کو میرے اعتماد کے لائق ثابت کرو۔ مجھے یاد آگیا۔ ممکن ہے صبح کو خادمہ کمرہ میں جھاڑو دیتے وقت بکس کی عدم موجودگی پر تعجب ظاہر کرے۔ اس صورت میں کوئی بہانہ کر کے ٹال دینا۔ کہنا بکس واپس لندن کو بھیج دیا۔ یا جو اس وقت تمہارے جی میں آئے کہہ دینا اس قسم کا دروغ مصلحت آمیز قابل معافی ہوتا ہے۔ اور اس سے میری تجویز میں جو میرے خبط

کا ایک حصہ ہے مدد ملیگی۔"

اس قسم کی باتیں کرتے ہوئے دونو عقبی زینہ کے قریب پہنچ گئے تھے۔ ڈیوک نے اس کنجی کی مدد سے پھر دروازہ کھولا۔ اور کرسچن کو شب بخیر کہہ کر اپنے کمرہ کی طرف روانہ ہوا۔ کرسچن بھی اس سے رخصت ہو کر اپنی خوابگاہ کی جانب چلا۔ جہاں اسے نیند تو کیا آسکتی تھی۔ ہاں مگر وہ چارپائی پر لیٹ کر واقعات پیش آمدہ پر ایک نظر بازگشت ڈالنا چاہتا تھا۔

باب ۔ ۴۳

سازش

جس رات کو یہ واقعات ظہور میں آئے۔ اس کے دوسرے دن ۹ بجے کے قریب لیڈی براڈ نے ایک فراخ کمرہ میں پلنگ پر لیٹی ہوئی اس کے سامان کو آہستہ آہستہ اس طرح دیکھ رہی تھی۔ گویا اس سکونت پر بہر طور مطمئن نہیں ہے۔ کمرہ کا سامان پرانی وضع کا اور میلا تھا۔ گو اس میں کہیں کہیں تازہ مرمت یا اصلاح کے آثار بھی نظر آتے تھے۔ جھلملی دار کھڑکیاں تنگ۔ دیواریں چوبی اور کرسیاں کالی لکڑی کی بنی ہوئی فراخ اور وزنی تھیں۔ یہی کیفیت اس پلنگ کی بیان کی جاسکتی ہے۔ جس پر وہ اس وقت لیٹی ہوئی تھی۔ البتہ اس پر بچھے ہوئے کپڑے نئے صاف اور باقی سامان کے مقابلہ میں عمدہ تھے جس سے معلوم ہوتا تھا کہ اس کمرہ کو جو عام حالات میں قابل سکونت نہ تھا۔ اس قسم کی تیاریوں کے ذریعہ رہنے کے قابل بنایا گیا ہے۔

رات بھر اس کمرہ میں سونے کے بعد ۹ بجے کے قریب لیڈی براڈ نے کی آنکھ کھلی۔ اور اس نے اردگرد کے سامان پر نظر ڈالی تو اس پر بے اختیار افسردگی طاری ہونے لگی۔ مگر یاس و پژمردگی کے ان کثیف بادلوں کو جو اس نازنین کی پیشانی پر چھانے لگے تھے۔ جلدی ہی اس کے آفتاب تبسم نے منتشر کر دیا اور وہ اپنے دل سے مخاطب ہو کر قدرے بلند آواز سے کہنے لگی "خیر کیا مضائقہ ہے۔ دنیا میں ہر نئی چیز اپنے اندر کچھ نہ کچھ لطف رکھتی ہے۔ علاوہ بریں مجھے اپنی تکلیفات کا معاوضہ بھی تو معقول ملنے والا ہے"

یہ سوچ کر اس نے وہیں بیٹھے بیٹھے اپنا خوشنما سر اٹھایا اور ایک کہنی کو ناز بالش پر ٹیک کر سر کو ہاتھ کا سہارا دیا۔ اس وقت اس حالت میں لیٹے ہوئے وہ کسی خوش نگار مصور کے لئے

کیسا دلفریب منظر پیش کرتی تھی! محرم کی قید و بند سے محروم سینہ کی دلکش نہفت و نمود - ریشم کے ایسے ملائم اور چمکدار بالوں کا انداز تغافل سے اس ہاتھ پر چھایا ہونا جو سر کو اٹھائے ہوئے تھا - اور برف کے ایسے سپید لباس میں سپید تر شانوں کا نظارہ - کون عاشق ہے جو اس کیفیت کو ایک لمحہ دیکھنے کے لئے بے قرار نہ ہوگا ؟ اصل یہ ہے کہ ہر قسم کی خوش عیشی و شب بیداری کے با وجود اس نازنین کے حسن جانسوز کی دلفریبیوں میں تخفیف واقع نہ ہوتی تھی - لیٹس راڈنے کے جمال دلنواز میں شباب کی تازگی اور بلوغ کی پختگی راحت بخش طریق پر آمیز تھی - خوش قد اعضا کپڑوں میں چھپے ہوئے صاف نظر آتے تھے - اور متجسس آنکھ خیالی نظروں سے ان کا خوبتر جائزہ لے سکتی تھی - وہ خفیف انداز کسل جو خمار آلود آنکھوں سے وابستہ تھے روئے زیبا کو اور بھی دلکش بناتا تھا وہ ایک حسین عورت تھی جس کے حسن کی بالیدگی اور رنگت کی تازگی اس حد خاص تک محدود تھی - جس سے آگے وہ بے جا نمو کا درجہ حاصل کرلیتی ہے - رخساروں کی سرخی اتنی ہی دلفریب تھی جیسے یاقوتی ہونٹوں کی نمی جو پر جوش بوسے طلب کرنے اور اس خراج کو مساوی شوق سے ادا کرنے کے لئے تیار تھے - دانت ذرا بڑے مگر عاج کی طرح سپید اور نہایت ہموار - ناک سیدھی اور پیشانی بلند تھی - ہم پیشتر لکھ چکے ہیں کہ اس کی عمر ۲۲ سال کے قریب تھی اور میڈم اینجلیک کے اثرات نحس میں رہتے ہوئے اس کو سات سال ہو چکے تھے - طبعاً آرام طلب ہونے کی وجہ سے وہ بہت آسانی سے اس زن قحبہ کے دام تزویر میں پھنس گئی تھی اور چونکہ والدین چھوٹی عمر میں ہی انتقال کر چکے تھے اس لئے اوقات پشیمانی میں بھی گھر کی راحتوں کی یاد باعث رنج و ملال نہ ہوتی تھی - فی الحقیقت ان جا حسینان شیریں ادا میں سے جن کا ذکر میڈم اینجلیک کی دوکان کے سلسلہ میں کیا گیا تھا لیٹس کے دل میں سب سے کم احساس تاسف پیدا ہوتا تھا - اور وہی سب سے زیادہ اپنے موجودہ طریق زندگی سے خوش اور مطمئن تھی -

خیر تو جیسا ہم نے بیان کیا وہ اس کمرہ خواب میں تکیہ کا سہارا لے کر نیم درازی کی حالت میں لیٹی ہوئی اسباب گرد و پیش کو ناپسندی کی نظروں سے دیکھ رہی تھی - گو جلدی ہی یہ خیال موجب تسکین ہونے لگا کہ یہ تھوڑی سی تکلیف حالات کی جدت کے علاوہ معاوضہ معقول کا ذریعہ ہوگی - سر دست اس کو معلوم نہ تھا کہ کام کی نوعیت کیا ہے - مگر جب تک وہ انعام کا یقین حاصل تھا - اسے اس کی پروا بھی نہ تھی - وہ انہی خیالات میں غرق تھی کہ دروازہ آہستہ سے کھلا اور ایک عمر رسیدہ عورت جس کے ہاتھ میں ... اور ... رہا تھا داخل ہوئی - اس کے پیچھے قریباً

۱۷ سال عمر کی ایک گداز بدن جوان لڑکی تھی۔ جو رشتہ میں اس کی پوتی تھی۔ اس لڑکی کے پاس ایک بڑا سا چوبی صندوق تھا جس پر رسیاں بندھی ہوئی تھیں۔ اسے اس نے لاکر فرش زمین پر رکھ دیا۔

"آہ!" لیٹس نے اس بکس کو دیکھ کر کہا۔ "اس سے معلوم ہوتا ہے۔ آج صبح کوئی آیا تھا۔"

"نہیں میم۔ صبح نہیں آدھی رات کو۔" بڑھیا نے پوپلے منہ سے جواب دیا۔ اور پھر پراسرار لہجہ میں کہا۔ "ڈیوک بذات خود ایک نوجوان کو ساتھ لے کر آئے تھے۔ وہ کل صبح کہہ گئے تھے کہ رات کو میرا انتظار کرنا۔ اور شاید میں نے آپ سے اس کا ذکر بھی کیا تھا۔"

"مسز نارووڈ معلوم ہوتا ہے میں بالکل بے خبر سوتی رہی ہوں۔" لیٹس نے بڑھیا سے کہا۔ "کیونکہ مجھے دروازوں کے کھلنے یا بند ہونے کی آواز بالکل سنائی نہیں دی۔ دیکھو فیب۔" اس نے جوان لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا۔ "مہربانی سے میرے لئے بہترین کھانا لانا۔ . . . یہ جگہ کتنی افسردہ کن اور ویران ہے۔"

"میم کسی زمانہ میں یہاں بہت رونق اور چہل پہل ہوا کرتی تھی۔" مسز نارووڈ نے جواب دیا۔

"کیوں بھلا اس حالت کو ظہور میں آئے کتنی مدت ہوئی؟" لیٹس نے پوچھا۔

"کوئی ایک سال کے قریب ہوا ہوگا۔" بڑھیا نے جواب دیا۔ "اس وقت سے میں اور میری پوتی سرکار کے حکم سے فقط اس لئے یہاں رہتی ہیں۔ کہ کمروں کو صاف کرتی اور رکھوالی کرتی رہیں۔ اور کسی نئے مزارعہ کی آمد تک یہ جگہ اسی طرح ہمارے پاس رہے گی۔ جو شخص پہلے یہاں رہتا تھا۔ اس نے شادی نہیں کی تھی۔ اور اتنا زود خرچ تھا کہ تھوڑے ہی عرصہ میں تباہ اور برباد ہو کر جیل میں داخل ہو گیا۔ جہاں اس نے اتنی شراب پی کہ تپ آنے لگی۔ اور اسی کے اثر سے مر گیا۔ ایک سال سے زیادہ کا زرلگان اس پر واجب الوصول تھا۔ اس لئے سرکار کے کارندے نے اسباب ضبط کر لیا اور اب یہاں ایک مرغی تک باقی نہیں ہے۔ جس سے انڈا ملنے کی بھی امید ہو۔ مگر دیکھو حضور کی توجہ سے آپ کے لئے ہر قسم کی آسائش کا سامان مہیا ہے۔"

اتنا کہہ کر بڑھیا پوتی کو ساتھ لئے واپس چلی گئی۔ لیٹس نے اٹھ کر لباس پہنا۔ پھر نچلی منزل کی نشست گاہ میں اتر آئی۔ جہاں عمدہ چاشت حاضر تھی۔ وہ اس سے فارغ ہوئی تھی کہ ڈیوک آف مارچ مونٹ داخل ہوا۔

"شکر ہے آپ آ گئے۔" لیٹس نے اس کی طرف سرور انگیز نظروں سے دیکھ کر کہا۔ "حیران تھی مجھے

اس ویرانہ میں چھوڑ کر آپ کہاں چلے گئے؟"

"کیوں کیا میں نے تمہاری آسائش کا پورا انتظام نہیں کر دیا؟" ڈیوک نے بے تکلفی سے اس کے رخسار کو چھوتے ہوئے کہا۔ "میں نے ان لوگوں کو حکم دے دیا ہے کہ جو چیز طلب ہو۔ فوراً حاضر کی جائے۔ اور میں تمہاری صورت سے دیکھتا ہوں کہ تم کچھ ایسی تکلیف میں نہیں ہو۔ بخلاف ازیں دیہات کی فرحت بیز ہوا نے تمہارے رخساروں کو زیادہ سرخ کر دیا ہے اور بے اختیار منہ چوم لینے کو جی چاہتا ہے"

اتنا کہہ کر ڈیوک نے اس کے لب و عارض کو بوسے دیے۔

"اچھا نواب ان فرحت بیز اثرات کو اپنی طرف منتقل کرنے کے بعد" نازنین نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "کیا آپ ازراہ عنایت یہ بتائیں گے کہ مجھے اس جگہ رہ کر کیا کیا کام سر انجام دینے ہیں؟ کپڑوں کا بکس آ گیا ہے۔۔۔"

"اور کل شام ان سے کام لینا شروع ہو جانا چاہیئے۔" ڈیوک نے کہا۔ "سنو لیٹس میں سب حالات اختصار کے ساتھ بیان کرتا ہوں۔"

اس کے بعد ڈیوک آف ارچ مونٹ نے وہ تفصیلات بیان کیں جن پر اس سازش کی تکمیل کے لئے عمل کرنا لازم تھا۔ مگر چونکہ ان کا ہمارے قصہ سے سردست کوئی تعلق نہیں۔ اس لئے ہم انہیں قلم انداز کرتے ہیں۔ مختصر یہ کہ لیٹس ساڈنے نے ہر بات میں ڈیوک کی ہدایات پر عمل کرنے کا وعدہ کیا اور ڈیوک نے اسکی فرمانبرداری سے خوش ہو کر ایک چھوٹا سا ڈبہ پیش کیا جس میں بعض نادر و نایاب جواہرات تھے۔

اس کے بعد اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے ڈیوک نے کہا۔ "پیاری لیٹس کل کی رات یاد رکھنا۔ مگر دیکھو میں پھر تاکید کرتا ہوں۔ دن میں کسی وقت گھر سے باہر نہ جانا۔ بیٹھے بیٹھے اکتا جاؤ تو مکان کے پچھلی طرف باغ میں سیر کرنے جا سکتی ہو۔" پھر اس نے الماریوں کی طرف اشارہ کرکے کہا۔ "میں نے تمہارے لئے کئی دلچسپ ناول اور باتصویر کتابیں فراہم کر دی ہیں۔ اور اخبار دیکھنا چاہو تو میں انہیں بھی اپنے ساتھ لیتا آیا ہوں۔"

اتنا کہہ کر ڈیوک نے کئی ایک اخبارات کا بنڈل میز پر رکھ دیا اور تھوڑی سی اور گفتگو کے بعد اس سے رخصت ہوا۔ تھوڑے عرصہ میں فیب یعنی وہی جوان لڑکی جو پیشتر اس جگہ چاشت کا سامان رکھنے آئی تھی۔ پس خوردہ اٹھانے کے لئے آئی۔ اور لیٹس نے جو کھڑکی کے پاس کھڑی ہوئی باہر کی طرف دیکھ رہی تھی۔ اس سے پوچھا۔ "کیوں بھلا اس گلی کے سرے سے اوک لینڈس تک کتنا

فاصلہ ہو گا؟"

"میرے خیال میں سو میل سے کم کیا ہو گا" فیب نارو نے جواب دیا۔ "مگر سڑک سیدھی ہے۔ اس لیے رستہ بھولنے کا احتمال نہیں۔ صرف اس تالاب کے پاس جہاں سابق ڈیوک کو قتل کیا گیا تھا۔ اس میں ذرا سا موڑ آتا ہے۔"

"آہ! تو کیا وہ تالاب جس کے کنارے سابق ڈیوک کی لاش ملی تھی۔ اسی سڑک پر واقع ہے؟" لیٹس نے چونک کر پوچھا۔ پھر اپنے دل سے مخاطب ہو کر کہنے لگی۔ "رات کو طے کرنے کا رستہ بھی خوب ہے"

"ہاں میم وہی جگہ جہاں قریباً ۱۸ سال پیشتر ڈیوک کے چچا کو سخت بے رحمی سے قتل کیا گیا تھا" لڑکی نے کہا۔ "دادی اماں کہتی ہیں۔ ان کے بھوت کو اب بھی وہاں پھرتے دیکھا گیا ہے۔"

"کیا کہتی ہو؟" لیٹس نے گھبرا کر پوچھا۔

"میم میں بالکل سچ کہتی ہوں۔" لڑکی نے اطمینان سے جواب دیا۔ "واقعی مقتول ڈیوک کی روح بارہا وہاں پھرتی دیکھی گئی ہے اور اس سے بھی حیرت خیز بات یہ ہے کہ وہیں آس پاس ان کے کتے کی چیخیں بھی سنی جاتی ہیں۔"

"کیسی فضول باتیں کہہ رہی ہو۔" لیٹس نے لاپروائی سے کہا۔ مگر اس میں شک نہیں کہ اس کے خوشنما چہرہ پر فکر و تشویش کا بادل چھا گیا۔ اور دن بھر طبیعت ایسی مضمحل رہی کہ برسوں سے نہ ہوئی تھی۔

یہ واقعات جو ہم نے اوپر بیان کئے ہیں جمعہ کے روز ہوئے تھے۔ اس سے اگلے دن کرسچن بشپ کو ونچسٹر کی سڑک پر مسٹر ریڈکلف سے بیکری کے پاس ملنا تھا۔ موسم ایسا خوشگوار تھا کہ جنوری میں بہت کم دیکھا جاتا ہے۔ چنانچہ شنبہ کی سہ پہر کو ۲ بجے کے قریب وہ حسب وعدہ اوک لینڈس سے مقام مقررہ کی طرف پیدل روانہ ہوا۔ پائین باغ میں پھر ایک بار اس نے ڈچس آف مارچ مونٹ کو آنریبل مسٹر سٹینہوپ کے ساتھ سیر کرتے دیکھا۔ گو نہ اس کا بدن اس کے بازو پر جھکا ہوا اور نہ اس کی صورت سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ اسے اس کی صحبت خاص طور پر مرغوب ہے۔

لیونیا ڈچس آف مارچ مونٹ کا حال ہم اس سے پہلے مجمل طور پر لکھ چکے ہیں۔ اس کی عمر ۳۲ سال کے قریب۔ قد لمبا اور خط و خال موزوں تھے۔ اور وہ اپنے خوشنما ملائم بالوں کو جو ہلکے بھورے رنگ کے تھے۔ عموماً کھلا رکھتی تھی۔ چنانچہ اس وقت بھی وہ اس کی تنکوں کی ٹوپی کے نیچے سے شانوں اور پشت پر لہراتے ہوئے اس کے روئے دلنواز کے گرد حلقہ زن تھے۔ صورت بے عیب

پیشانی بلند اور رنگ مرمر کی طرح شفاف تھی۔ اتنی شفاف کہ نیلگوں وریدوں کے نشانات خفیف صاف طور پر نظر آتے تھے۔ ناک سیدھی ابرو کمان اور رنگت میں سر کے بالوں سے زیادہ سیاہ تھے۔ موٹی نیلی آنکھوں میں فکر و ملائمت کا مشترکہ اثر حسن کی قدرتی دلاویزی میں اضافہ کرتا تھا پلکوں کی رنگت ابرو کے مقابلہ میں سیاہ تر اور وہ دونوں پپوٹوں پر ان کی گنجانی حسن افروز تھی۔ ہونٹوں کی سرخی رنگ یاقوت کو شرماتی اور ان کی تراش صناع قدرت کے بصیرت افزا کمالات کی یاد دلاتی تھی۔ اور بوقت تبسم ان کے اندر موتیوں کی دو نہایت مکمل لڑیاں نظر آتی تھیں۔ ٹھوڑی گول اور چہرہ کی ساخت کے عین مطابق تھی جس کی سپید رنگت میں عارض گلگوں کی ملاحت کا اشتراک سونے پر سہاگے کا اثر رکھتا تھا۔ اس نظر فریب صورت کو دیکھ کر اور ان گہری نیلگوں آنکھوں کی معصومیت سے آگاہ ہو کر کسی نہایت سیاہ قلب آدمی کے لئے بھی اس نازنین کے خلاف برے خیالات کو دل میں جگہ دینا غیر ممکن تھا۔ فی الحقیقت اس کی صورت و عادات و اخلاق کی ہر ایک دلفریبی دیکھنے والے کے دل میں تعریف۔ محبت اور ادب کے سوا کوئی احساس غیر پیدا ہی نہ کر سکتی تھی۔

معلوم ہوتا تھا صناع ازل نے کمال حسن اور وصف جمال کی ساری خوبیاں لیونیا کی ذات پر ختم کر دی ہیں۔ اس لئے ہم نہیں جانتے اس کی لمبی گردن یا گلوئے سپید کی کس چیز سے تشبیہ دیں۔ اس کے دلارے شانے ناقابل احساس طریق پر جھکتے ہوئے خوشنما بازوؤں میں پیوست تھے اور گو سینہ میں وہ تمام دلفریبیاں جو مکمل حسن کا لازمہ سمجھی گئی ہیں موجود تھیں۔ تاہم وہ نازنین اپنے مذاق لطیف اور اخلاق سلیم کی وجہ سے ہمیشہ انہیں محرم کی قید و بند میں محفوظ رکھتی تھی۔ اس قسم کا اظہار حسن جسے بعض حلقوں میں فیشن کا لازمہ سمجھا جاتا ہے۔ اسے قطعاً ناپسند تھا۔ بلندی قامت اور قطعی وجاہت کے باعث خرام و رفتار میں وہ تمکنت پائی جاتی تھی جسے شہزادیوں سے منسوب کیا کرتے ہیں۔ اس کے باوجود اس کی ذات میں کوئی بیجا غرور۔ کوئی ایسا کبر جو حسن کے رتبہ عالیہ سے منسوب کیا جا سکے موجود نہ تھا۔ مختصر یہ کہ اس کی صورت و انداز کو نظر غور سے دیکھ کر یہی کہنا پڑتا تھا کہ اسے نمود امارت سے زیادہ سکون عافیت مرغوب ہے۔ گو اس کا مطلب حاشا و کلا یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ اس میں کوئی وصف و خوبی جو اس کے رتبہ بلند کا لازمہ سمجھا جا سکے مفقود تھی۔

کرسچین نے سٹر سٹیہیپ اور ڈچس کے پاس سے گذرتے ہوئے ٹوپی اٹھا کر ادب سے سلام

کیا جس کا آخر الذکر نے مخلصانہ تبسم اور عنایت آمیز اشارہ سے جواب دیا۔ رستہ چلتے ہوئے بارہا اس کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ میری کتنی بڑی خوش قسمتی ہے کہ قدرت نے مجھے اس خوفناک سازش کی دریافت و شکست کا ذریعہ بنانا منظور کیا۔ جو ایک ایسی صاحب اخلاق خاتون کے خلاف عمل میں لائی جا رہی ہے۔ اسے اپنے استقلال اور کابینٹ ریڈکلف کی عاقبت بینی پر اتنا اعتماد تھا۔ کہ وہ سازشیوں کی ناکامی کو ابھی سے امر طے شدہ سمجھنے لگا تھا۔ تیز چلتا ہوا وہ تھوڑے عرصہ میں اس مقام پر پہنچ گیا۔ جو مسٹر ریڈکلف نے ملاقات کے لئے مقرر کیا تھا۔ چنانچہ اس نے دور ہی سے دیکھا۔ کہ آخر الذکر حسب معمول لبادہ پہنے ٹوپی جھکائے ٹہلتا پھر رہا ہے۔ آداب و تسلیمات کے بعد ریڈکلف اسے اپنے ساتھ کھیتوں کی راہ سے ایک چھوٹی سی تنہا جھونپڑی میں لے گیا۔ جس میں دو عمر رسیدہ میاں بیوی رہتے تھے۔ معلوم ہوا ریڈکلف نے اسی جگہ اپنی سکونت کا انتظام کر رکھا ہے۔

اس جھونپڑی میں ایک چھوٹی صاف ستھری نشستگاہ اور ایک کمرہ خواب اس کے لئے مخصوص تھا۔ مکان بالکل علیحدہ واقع تھا۔ اور ریڈکلف کی زبانی کرسچن کو معلوم ہوا کہ یہ لوگ دوسروں کے معاملات میں دخل انداز ہونے کے عادی نہیں۔ اس لئے مجھے یہاں ہر قسم کا آرام و سکون ہے۔

سارے حالات بیان کرنے کے بعد آخر میں اس نے کہا۔ اب میرے نوجوان دوست تم بتاؤ کہ کیا خبر لائے ہو؟

اس کے جواب میں کرسچن نے بیان کیا کہ مسٹر سٹینوپ۔ آکسفورڈ میں مقیم ہے اور سر رونلڈ بیں کے ساتھ سیر کرنے جاتا ہے۔ اس کے بعد اس نے آوارہ ... کے قریب ڈیوک کے ملازم اس کسی کو ایک ویران مقام پر لے جانے اور وہاں چھوڑ آنے کا حال بیان کیا۔ اور آخر میں واپسی کے وقت تالاب کے پاس ایک مبہم ... پراسرار شکل کو چلتے ... دیکھنے کا حال ... کیا۔

مسٹر ریڈکلف تقریباً ایک منٹ تک چپ رہے۔ پھر کچھ سوچ کر کہنے لگے۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اس واقعہ نے تمہارے دل میں خوف پیدا کر دیا ہے۔ مگر تم سمجھتے ہو کہ ڈیوک نے تمہارے ارشادات کو وہم سے منسوب کیا۔ اس بارہ میں میں بھی یہی رائے رکھتا ہوں۔ دراصل میرا خیال ہے کہ وہ کوئی راہ گیر مسافر ہوگا جسے تم نے تالاب کے پاس پھرتے دیکھا۔ لیکن اس خفیف واقعہ سے قطع نظر اس میں شک نہیں کہ سازش تیزی سے ترقی کر رہی ہے۔ اور واقعات جلد جلد ظہور میں آ رہے ہیں۔ ان حالات میں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میں بعض اس قسم کی باتیں بیان کر دوں جنہیں پہلے کہنے کا موقعہ نہیں ملا

میری رائے میں اس کیس کا معاملہ کچھ بہت پیچیدہ نہیں ہے۔ ایولین اور ائن نے تمہارے سامنے ہی کہا تھا۔ کہ اس میں ڈچس آف مارچ مونٹ کے لباس کے سٹنے کے سوا اور کچھ نہیں ہے اور کچھ شک نہیں کہ یہ کپڑے کسی دوسرے شخص کو پہنا کر اسے ڈچس کی صورت دینے کی کوشش کی جائے گی۔ اس سے تم اندازہ کر سکتے ہو۔ کہ ڈیوک کا قلب سیاہ کیسی عجیب اور حیرت خیز اختراعات کر سکتا ہے"

"واقعی میں اب سمجھا۔" کرسچن نے اول مرتبہ معاملہ کی اہمیت سے آگاہ ہو کر کہا "مگر اب سوال یہ ہے کہ آپ اس سازش کا انسداد کیونکر کرینگے؟"

"میرے نوجوان دوست تم کسی طرح کا اندیشہ نہ کرو۔" ریڈکلف نے جواب دیا "بلکہ ہمیشہ اس اعتقاد کو دل میں محفوظ رکھو۔ کہ نیکی اور پاکبازی کو کتنی بھی مشکلات کا سامنا کرنا پڑے۔ آخر کار ضرور دھوکے اور فریب پر غالب آتی ہے۔ جو حالات تم نے اس وقت بیان کئے ہیں۔ میں ان کے لئے تمہارا ممنون ہوں۔ آئندہ بھی اسی طرح خیال رکھنا۔ اور جب کوئی نئی بات معلوم ہو مجھے فوراً اس کی خبر دینا۔ البتہ اگر ان چند دن کے عرصہ میں کوئی خاص بات ظاہر نہ ہو۔ تو پھر ہفتہ آئندہ کے وسط سے پہلے آنے کی کوشش نہ کرنا۔ کیونکہ ہمیں اس کا بھی پورے طور پر خیال رکھنا ہے کہ ہماری حرکات سے کسی طرح کا شبہ پیدا نہ ہو۔"

تھوڑی سی اور گفتگو کے بعد کرسچن رخصت ہوا۔ اور اولڈ لینڈس کو واپس چلا آیا۔

اسی رات گیارہ بجے کے قریب لیٹس راؤ نے اس ویران مکان سے جہاں وہ عارضی طور پر مقیم تھی۔ روانہ ہوئی۔ اس نے کپڑوں پر کھلا لبادہ پہن رکھا تھا۔ اور منہ پر موٹی نقاب تھی رات نکھری ہوئی اور آسمان پر تارے جھلملا رہے تھے۔ سرد ہوا بدن میں فرحت اور اعضا میں تقویت پیدا کرتی تھی۔ کیونکہ اس میں وہ مرطوب سردی شامل نہ تھی جس کی وجہ سے بدن کانپنے اور دانت بجنے لگتے ہیں۔

لیٹس پگ ڈنڈی پر تیز چلتی ہوئی سڑک پر پہنچ گئی۔ اور چونکہ دن میں فیب کی زبانی سڑک کے حالات سن کر قدرے خوفزدہ ہو چکی تھی۔ اس لئے حوصلہ برقرار رکھنے یا یوں سمجھنا چاہیئے کہ دل سے ان توہمات کو خارج کرنے کے لئے جو اس مقام کی نسبت پیدا ہوئے تھے۔ جہاں قتل کی خوفناک واردات ظہور میں آئی۔ اس نے ناٹک کی کوئی چیز گنگنانی شروع کی۔

لیکن دفعتاً وہ چلتے چلتے رک گئی۔ اور جلدی سے پیچھے مڑی۔ کیونکہ پختہ سڑک پر اسے کسی شخص کے قدموں کی چاپ سنائی دیتی تھی۔ اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو معلوم ہوا کوئی تاریک صورت

سڑک کے کنارہ جھاڑیوں میں چھپنے کی کوشش کر رہی ہے۔ لیٹس راڈ نے فطرتاً ڈیوک نہ تھی۔ مگر آدھی رات کا وقت۔ سناٹا۔ اور وہ دہشت افزا خیالات جو دن کی گفتگو نے اس کے دل میں پیدا کر دیئے تھے۔ ان سب باتوں کی وجہ سے وہ بے اختیار کانپنے لگی۔ توہمات سے زیادہ اس بات کا خوف جاگزیں ہوا۔ کہ کوئی شخص بری نیت سے پیچھے نہ آ رہا ہو۔ ایک بار اس کے جی میں آئی۔ کہ یہیں سے پیچھے ہٹ جاؤں۔ مگر پھر خیال آیا کہ ایسا کرنے سے ڈیوک کی وہ تجویز جس کے سلسلہ میں مجھے کچھ انعام مل چکا ہے اور بہت کچھ ملنا باقی ہے۔ ناکام رہ جائے گی۔ پس جس طرح بھی ممکن تھا۔ جی کڑا کر کے آگے کی طرف چلنے لگی۔

چند لمحوں کے عرصہ میں وہ اس مقام پر پہنچ گئی جہاں تالاب کے پاس قتل کی واردات ہوئی تھی۔ اس میں شک نہیں وہ اس سڑک پر اول مرتبہ چل رہی تھی۔ تاہم جو حالات اس سے بیان کئے گئے تھے۔ ان کی بدولت اس بات کا اندازہ کرنا دشوار نہ تھا۔ کہ یہی وہ خوفناک مقام ہے۔ اپنی ہوئی نقاب کے اندر سے اس نے چاروں طرف غور سے دیکھنے کی کوشش کی۔ اور یہ جان کر بمشکل اپنی چیخ کو ضبط کر سکی۔ کہ حقیقتاً یا محض اس کے خیال میں ایک تاریک صورت تالاب کے دوسرے کنارہ پر جھاڑیوں میں کھڑی ہے۔ مگر وہ صورت جلدی ہی نظروں سے غائب ہو گئی۔ اور لیٹس نے تیز چلتے ہوئے دل کو یہی سمجھانے کی کوشش کی کہ یہ میرا واہمہ تھا۔

اس کے باوجود اس نے دل سے کہا۔ "اگر سر رات مجھے اسی طرح یہاں سے گذرنا ہے تو مجبوراً سرکار سے درخواست کرنی پڑے گی۔ کہ کسی شخص کو بطور محافظ میرے ساتھ روانہ کیا کریں۔ نہ اس لئے کہ میں ارواح کی قائل ہوں۔ بلکہ اس وجہ سے کہ ایک ویران سڑک پر آدھی رات کو چلتے ہوئے حفاظت کا کچھ نہ کچھ انتظام ضروری ہے۔ اس میں شک نہیں جو کچھ میں نے دیکھا۔ وہ محض واہمہ تھا۔ پھر بھی دوبارہ اس صورت کا نظر آنا۔ ۔ ۔"

اس قسم کے خیالات کو دل میں لئے ہوئے لیٹس آگے کی طرف چلتی گئی۔ مگر رستہ میں کئی بار رک کر پیچھے کی طرف دیکھنے اور یہ معلوم کرنے کی کوشش کی۔ کہ کوئی تعاقب میں تو نہیں ہے لیکن کوئی نیا واقعہ ظہور میں نہیں آیا۔ اور آخر کار جس وقت وہ اوک لینڈس کی حدود میں داخل ہوئی تو اس نے اپنے دل کو ملامت کی۔ کہ میں نے بے وجہ اتنا ہراس کیا۔

ڈیوک نے اپنی ہدایات کے سلسلہ میں بتا دیا تھا۔ کہ باغ سے گذرتے وقت کس راہ پر چلنا ہوگا۔ ان ہدایات کے مطابق کھری ہوئی رات میں وہ بڑی آسانی کے ساتھ چلتی گئی۔ تاروں

کی روشنی میں اوک لینڈس کی شاندار عمارت عظمت دیرینہ کا دلفریب نقشہ پیش کرتی تھی، اور اس کی مخروطی چھتیں اور بلند آتشدان آسمان سے باتیں کرتے نظر آتے تھے۔ ہر طرف سناٹا تھا۔ صرف اس کے اپنے لباس کی سرسراہٹ یا ان جھاڑیوں کے پتوں کی آواز سنائی دیتی تھی، جن کے پاس سے وہ گذر رہی تھی۔ دبے پاؤں چلتی ہوئی وہ ٹھیک اس مقام پہنچ گئی، جس کا ڈیوک آف مارچ مونٹ نے پتہ دیا تھا۔ دروازہ کے پاس کھڑے ہو کر اس نے تین بار ہلکی دستک دی ڈیوک نے آپ دروازہ کھولا۔ اور جب لیٹس اندر آ گئی تو اسے بند کر کے پاس ہی ایک چھوٹے سے کمرہ کی طرف چلا جس میں شمع روشن تھی۔ ڈیوک نے اسے یہاں بیٹھ کر چند منٹ آرام کرنے کو کہا اور تازہ دم کرنے کو شیمپین کی بوتل کھولی جس کے فرحت بخش اثر کا یہ نتیجہ ہوا کہ رستہ میں جو واقعات اسے خوف زدہ کرنے کا موجب ہوئے تھے۔ وہ ان کی نسبت بالکل خاموش رہی۔

تازہ دم ہو کر اس نے ڈیوک کے ایما پر ٹوپی اور شال اتار دیا اور اب معلوم ہوا کہ اس نے انہی پوشاکوں میں سے ایک پہنی ہوئی ہے جو پر اسرار بکس میں بند تھیں۔

اس کی طرف نظر غور سے دیکھ کر مارچ مونٹ نے کہا "حسن اتفاق سے ڈچس نے بھی آج بالکل ایسا ہی لباس پہنا ہے۔ اب تم نقاب کو ٹوپی سے اتار کر اس طرح اپنے سر پر ڈال لو کہ چہرہ اور بال چھپ جائیں۔"

لیٹس راڈنے نے اس کی تعمیل کی جس کے بعد ڈیوک نے کہا "اب تم دبے پاؤں میرے ساتھ آؤ۔ شمع لینے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ رستہ میں کھڑکیوں کی روشنی کافی ہو گی۔"

اتنا کہہ کر ڈیوک لیٹس راڈنے کو ایک زینہ پر چڑھا کر ایک مسقف رستہ میں لے گیا اور اس کے بعد ایک اور غلام گردش طے کر کے دونوں مکان کے دوسرے حصہ میں جا نکلے۔

اس جگہ ڈیوک نے ایک کمرہ کے دروازہ پر آہستہ سے دستک دی جسے آنریبل ولسن سٹینہوپ نے کھول دیا۔

لیٹس اندر چلی گئی اور ڈیوک واپس آ گیا۔

ڈچس آف مارچ مونٹ کی خادمہ خاص کا نام ایمی سٹن تھا اور وہ چھریرے بدن کی دراز قامت اور خوبصورت عورت تھی۔ عمر ۳۰ سال کے قریب اور چلن ہر لحاظ سے قابل تعریف تھا۔ اس کے باوجود طبیعت میں عجیب قسم کی سرد مہری پائی جاتی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ سب نوکروں میں وہ عموماً چپ اور بے تعلق رہتی تھی۔ گو ڈچس کی خدمت گذاری میں اس نے کبھی کوتاہی نہیں کی۔ وہ خود غرض

حریص اور فرومایہ تھی۔ مگر اس کے باوجود اصول راست کی پابندی سے نہیں بلکہ اپنے تکبر کی وجہ سے کبھی حصول زر کے لئے ادنیٰ تدابیر سے کام نہ لیتی تھی۔ شکیل و خوبصورت ہونے کے باوجود نظر غور سے دیکھنے پر اس کے چہرہ سے اس قسم کی قوت فیصلہ کا اظہار ہوتا تھا جسے مضبوط طبیعت کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ اس کی خود پسندی کا یہ عالم تھا کہ اگر حلقہ فیشن سے تعلق رکھنے والا کوئی عاشق تن رسیا یا بگڑے دل امیر اس کے رخسار کو پیار سے چھونے کی جرأت کرتا تو اس کی آنکھیں سرخ ہو جاتیں اور چہرہ جوش وحشت سے تمتمانے لگتا تھا۔ اور اگر اس سے بڑھ کر کوئی چھیلا رئیس سرسری کلمات عشق کہنے کی حماقت کا مرتکب ہوتا تو وہ اس کے منہ پر ایسا مکا رسید کرتی کہ حضرت تیورا جاتے۔ جیسا اس مزاج کی عورت کی حالت میں قدرتی سمجھا جا سکتا ہے۔ اسے اپنی بیگم سے قطعاً محبت نہ تھی اور نہ اپنی خود سری کے باعث وہ کسی ظاہرداری سے کام لیتی تھی۔ اس کے ساتھ ہی وہ غائت درجہ فرمانبردار اور اطاعت کیش تھی۔ اور چونکہ ڈچس لیو ینیا قدرتاً حلیم اور نرم مزاج واقع ہوئی تھی اور نوکروں کی خامیوں اور کوتاہیوں سے اکثر درگذر کر جاتی تھی۔ اس لئے ایمی سٹن یعنی اس خادمہ کی بدمزاجی کے باوجود کبھی زجر و توبیخ کا موقعہ نہیں آتا تھا۔ علاوہ بریں ایمی کو اپنی مسلمہ فرمانبرداری اور مصدقہ دیانت کی وجہ سے ڈچس کے روبرو فقط اپنی صفات حسنہ کے اظہار کا ہی موقعہ ملتا تھا۔ وہ اس کے عیوب سے بہت کم واقف تھی۔

اس جگہ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ اتنی بلند مرتبہ اور ذی شان ہونے کے باوجود ڈچس آف مارچ مونٹ ان نازک طبع خواتین کے زمرہ سے تعلق نہ رکھتی تھی جو اپنے لئے خفیف ترین کام کرنا کسر شان سمجھتی ہیں جن کی زندگی فقط جلوہ آرائی و اعجوبہ نمائی تک موقوف و محدود ہے۔ اور جن کے سنگار کی خفیف ترین تفصیل بھی صبح دوپہر شام اور رات کو خادماؤں کی توجہ کی محتاج ہوتی ہے۔ ڈچس لیو ینیا اپنے متعلق اس قسم کے خفیف کام خود ہی کر لیتی تھی۔ اور صرف ان باتوں میں خادماؤں سے مدد لیتی تھی۔ جنہیں آپ سرانجام نہ دے سکتی ہو۔ یہ سب حالات ڈیوک سے پوشیدہ نہ تھے اور وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ رات کو خوابگاہ میں جانے کے بعد فوراً ہی لیو ینیا اپنی خادمہ کو رخصت کر دیا کرتی ہے۔ اور خود ہی لباس بدلتی اور بالوں کو آراستہ کرتی ہے۔

شب مذکور کو جس وقت لیٹس راڈنے قصر اوک لینڈس میں وارد ہوئی۔ تو ڈچس کو اپنی خوابگاہ میں گئے آدھ گھنٹہ ہو چکا تھا۔ خادماؤں میں اس رات ایمی سٹن کی باری تھی۔ اور لیو ینیا نے حسب معمول اسے چند منٹ کے عرصہ میں ہی رخصت کر دیا تھا۔ ڈیوک نے ایک

پوشیدہ مقام پر کھڑے ہوکر اپنی آنکھوں سے ایمی سٹن کو ڈیوک سے رخصت ہوکر اپنے کمرہ کی طرف جاتے دیکھا اور اس کے بعد وہ نچلی منزل پر اس کمرہ میں آکر لیٹس کی آمد کا انتظار کرنے لگا۔ جہاں آخرکار اس نے تین بار دستک دی۔ اس کا حال ناظرین کو معلوم ہی ہے کہ اسے لیٹس کا بہت دیر انتظار نہیں کرنا پڑا۔

ان ضروری تفصیلات کے بعد ہم پھر اصل قصہ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ لیٹس راڈنے کو مسٹر سٹینھوپ کے کمرہ میں داخل کرکے ڈیوک آف مارچ مونٹ دبے پاؤں زینہ کی راہ سے اوپر کی منزل میں گیا اور ایمی سٹن کے دروازہ پر آہستہ سے دستک دی۔ چونکہ خادمہ نے ابھی کپڑے اتارنے شروع نہ کئے تھے۔ اس لئے اس نے فوراً دروازہ کھول دیا۔ آواز سن کر اسے خیال ہوا تھا کہ شائد کوئی نوکر یا خادمہ بیمار ہوگئی ہے۔ اور اس لئے میری امداد درکار ہے۔ مگر جب دروازہ پر ڈیوک کو کھڑے دیکھا تو خلاف عادت چونک گئی۔ ایک لمحہ کے لئے اس کے دل میں خیال آیا کہ شائد آج سرکار کی نیت بدل گئی جس صورت میں وہ یقیناً انتہائی سرکشی کا ثبوت دیتی۔ مگر ڈیوک کے چہرہ پر کلفت و ملال کے آثار دیکھ کر یہ خیال فوراً مٹ گیا۔ جیسا کہ ناظرین سمجھ سکتے ہیں۔ اس نے یہ آثار عمداً اپنے چہرہ پر پیدا کر لئے تھے۔ اور اس خوفناک سازش کے دوررس اثرات کے خیال نے جسے وہ اس وقت سرانجام دے رہا تھا۔ اس کی صورت کو معمول سے زرد زبنا رکھا تھا۔

لبوں پر انگلی رکھ کر چپ رہنے کا اشارہ کرتے ہوئے ڈیوک نے خادمہ کو پیچھے آنے کے لئے کہا وہ بے تامل اس کے ساتھ چلنے کو آمادہ ہوگئی۔ کیونکہ ظاہر تھا کوئی ایسا غیر معمولی واقعہ ظہور میں آیا ہے جس کی وجہ سے وہ اس وقت مضطرب ہے نازیبا سلوک کا اندیشہ اسی قدر جلد اس کے دل سے مٹ گیا تھا۔ جتنا جلد وہ پیدا ہوا تھا۔ اولاً اس لئے کہ ڈیوک کی حرکات سے اس کا اظہار نہ ہوتا تھا۔ ثانیاً اس لئے بھی کہ اسے اپنی قوت مقابلہ پر کافی اعتماد تھا۔ ڈیوک کے پاس شمع نہ تھی اس لئے ایمی اپنے کمرہ سے شمع لے چلنے کو آمادہ ہوئی۔ مگر اس نے اشارہ سے روک دیا۔ اور اندھیرے میں ہی اس کے ساتھ زینہ سے اترنے لگی۔

جس منزل پر سونے کے کمرے واقع تھے وہیں ایک کمرہ نشست بھی تھا۔ مارچ مونٹ ایمی کو ساتھ لے کر اس میں داخل ہوا۔

اس جگہ اپنی آواز کو خاص طور سے بھاری اور انداز کو مضطرب بنا کر اس نے ہلکے دبے ہوئے لہجہ میں کہا۔ جوان عورت۔ میرے خیال میں یہ غیر ممکن ہے ... واقعی غیر ممکن ہے کہ یہ کام تمہاری

شراکت سے ہوتا ہو ۔ ۔ ۔"

"مائی لارڈ ۔ کیسی شراکت ؟" ایمی نے ناراضگی کے لہجہ میں کہا ۔ "یقین فرمایئے میں کسی برے کام کی شریک نہ کبھی تھی ۔ نہ ہوں گی ۔"

"دیکھو مجھے تم کو ناراض کرنا مطلوب نہ تھا ۔" مارچ مونٹ نے جلدی سے کہا ۔ "بلکہ یقین ہے سب حال جان کر تمہیں میری حالت قابل رحم معلوم ہو گی ۔"

"مگر فرمائیے تو معاملہ کیا ہے ؟" خادمہ نے پوچھا ۔

"ایمی" مارچ مونٹ نے اس انداز تامل سے جو قدرتی معلوم ہوتا تھا ۔ تلخ لہجہ میں کہا ۔ "مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہاری بیگم ۔ ڈچس آف مارچ مونٹ مجھ سے بے وفائی کرتی ہے ۔"

"نہیں مائی لارڈ ۔ آپ کو دھوکا ہوا ہے ۔" ایمی نے جوش و استقلال کے لہجہ میں جواب دیا ۔

"کاش ایسا ہوتا ۔" ڈیوک نے انداز تاسف سے کہا ۔ "ایمی تم سچی ہو ۔ اس کا کسے خیال ہو سکتا تھا کہ ایسی حلیم و بظاہر ایسی پاکباز عورت اتنی خراب ہوگی ۔ مگر افسوس ! دنیا میں کسی کے ظاہر سے باطن کا صحیح اندازہ نہیں کیا جا سکتا ۔ ایمی اگر میری آنکھوں کو سخت ہی دھوکا نہیں ہوا تو کہہ سکتا ہوں کہ ڈچس نے میرے اور میرے خاندان کے نام کو کالکھ لگا دی ہے ۔ ۔ ۔ مگر ٹھیرو کیا تم بتا سکتی ہو ۔ آج رات تمہاری بیگم نے کس قسم کا لباس پہنا تھا ۔ کیا ایسا ؟" اور ڈیوک نے مختصر لفظوں میں اس کی کیفیت بیان کی ۔

"ہاں مائی لارڈ لباس تو یہی تھا ۔" ایمی سٹن نے جواب دیا ۔ "لیکن یہ قطعاً غیر ممکن ہے ۔ ۔ ۔"

"اور میں کہتا ہوں یہ قطعاً صحیح ہے ۔" ڈیوک نے دفعتاً پر جوش لہجہ میں کہا ۔ "میں اپنے کمرہ خواب کو جا رہا تھا کہ ناگاہ ہوا کا جھونکا لگنے سے شمع گل ہو گئی ۔ اور مجھے اس قسم کی آواز سنائی دی جیسے کوئی دبے پاؤں چل رہا ہو ۔ قدرتی طور پر میرے دل میں شبہ پیدا ہوا ۔ اور میں دیوار کے سایہ میں ایک طرف کھڑا ہو گیا ۔ ۔ ۔"

"اچھا پھر ؟" ایمی سٹن نے حالت اضطراب میں پوچھا ۔

"پھر یہ کہ میں نے تمہاری بیگم کو آہستہ چلتے ہوئے پاس سے گذرتے دیکھا ۔ اور وہ ۔ ۔ ۔ اُف کسے خبر تھی کہ ایسا پاجی شخص میرا مہمان بن کے رہتا ہے ۔ ۔ ۔ اور وہ شیطان سیرت سٹینہوپ کے کمرہ میں داخل ہو گئی !"

ایمی سٹن فطرتاً سرد مزاج اور بہت کم اُلجھا ۔ جوش کی عادی تھی ۔ مگر اس خبر کو سُن کر وہ بھی بے اختیار چونک گئی ۔ اس نے تاروں کی روشنی میں جو کھڑکی کی راہ سے داخل ہوتی تھی ۔ ڈیوک کے چہرہ

کی طرف دیکھا۔ اور اس کی نگاہ کی وحشت اور چہرہ کی زردی سے اسے یقین ہو گیا کہ واقعی ایسا ہوگا اس کے باوجود اس نے چند منٹ خاموش رہ کر کہا۔ "مائی لارڈ میں پھر یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتی کہ جسے آپ نے دیکھا ضرور کوئی دوسری عورت ہوگی . . ."

"ایمی کیا زبردستی کرتی ہو۔ آخر اس قسم کا لباس کسی دوسری عورت کے پاس کہاں سے آیا؟ میں نے کھڑکی سے داخل ہوتی ہوئی روشنی میں اچھی طرح دیکھا۔ اس نے بالکل یہی لباس پہنا ہوا تھا۔ علاوہ بریں اس کے سر پہ کالی نقاب تھی . . . کیا تمہاری بیگم کالی نقاب بھی استعمال کیا کرتی ہیں؟"

"ہاں سرکار عموماً کرتی ہیں" ایمی نے مجبوراً تسلیم کیا۔

"بس تو رہا سہا شک جاتا رہا۔" ڈیوک نے سخت ذہنی اضطراب کا اظہار کرتے ہوئے کہا "اور اب جو میں غور کرتا ہوں تو صدہا چھوٹے چھوٹے واقعات جو بادی النظر میں سرسری معمولی معلوم ہوتے تھے۔ غیر معمولی اہمیت حاصل کرتے ہیں۔ میں نے بارہا اس شخص سیٹھوپ کو سیر و شکار میں ساتھ چلنے کے لئے کہا مگر وہ کبھی گھر سے نہ نکلتا تھا۔ اب معلوم ہوا کہ اس کے نہ جانے کی وجہ کیا تھی۔ اُف! میرے خدا میں سچ مچ دیوانہ ہو جاؤں گا۔"

اتنا کہہ کر ڈیوک نے حالت اضطراب میں کمرہ کے اندر ٹہلنا شروع کیا۔ اور اسکی طرف سے اسقدر مصنوعی اضطرار کا اظہار ہوا کہ ایمی سٹن بھی جو بڑی ہوشیار عورت تھی۔ ریا و حقیقت میں امتیاز نہ کر سکی۔ پھر بھی اس کے فطری سکون میں فرق نہیں آیا۔ چنانچہ وہ ڈیوک کو روک کر کہنے لگی "مائی لارڈ اگر واقعی آپ کے دل میں شک ہے تو اس شک کو رفع کرنا دشوار نہیں۔"

"ہاں بے شک" ڈیوک نے اس طرح کہا گویا دفعتاً بار اول اس کو معلوم ہوا ہے کہ اس موقعہ پہ کیا کرنا چاہیئے۔ "اور اسی لئے میں تمہیں ساتھ لایا تھا۔ ایمی تم اپنی بیگم کے کمرہ میں جاکر دیکھو۔ وہ اس جگہ میں یا نہیں۔ اگر ہوں . . . اور خدا کرے وہ اس جگہ مل جائیں . . . اگر ہوں تو اس بے جا مداخلت کے لئے کچھ عذر کر دینا۔"

مارچ مونٹ اچھی طرح جانتا تھا کہ ایمی اس حکم کی تعمیل نہ کرے گی۔ اس لئے اس نے ایسا کہا۔ ورنہ وہ کوئی اور حیلہ تراشنے کی فکر کرتا۔

"نہیں مائی لارڈ" خادمہ نے فوراً جواب دیا۔ "میں نہ جاؤں گی۔ یوں آپ کی خدمت سے مجھے سرمو انکار نہیں۔ مگر اس بے جا مداخلت کے لئے میں آپ سے معذوری کی خواستگار ہوں۔ یہ کام آپ ہی کو کرنا چاہیئے۔"

"مگر ابھی میں اپنے حواس و افعال پر قادر نہیں ہوں" ڈیوک نے پریشانی کی حالت میں کہا "اچھا خیر انتظار کرنے میں حرج نہیں۔ ہم دونو ایک جگہ چھپ کر دیکھتے ہیں۔ کہ کوئی سٹینہوپ کے کمرہ سے نکلتا بھی ہے یا نہیں۔ شائد لباس پہچاننے میں مجھی کو دھوکا ہوا ہو۔ اس لئے تم صحیح حال معلوم کر سکو گی۔ علاوہ بریں اب کہ میں نے تمہیں اس افسوسناک واقعہ میں اپنا شریک راز بنالیا ہے۔ مناسب ہے تم اس نگرانی میں میرے پاس رہو۔"

"خیر مجھے اس میں اعتراض نہیں" خادمہ نے کہا۔ "کیونکہ مجھے کامل یقین ہے کہ اس معاملہ میں ضرور کچھ غلطی ہوئی ہے۔ لیکن بالفرض حضور کا خیال صحیح بھی ہو تو میری گذارش ہے کہ اس معاملہ میں کوئی کارروائی بے سوچے عمل میں نہ لائی جائے۔"

"ابھی میری حالت اتنی زار ہے کہ اس وقت ہر قسم کا مشورہ مبارک و معقول معلوم ہوتا ہے" مارچ مونٹ نے کہا "میں اس ہدایت کے لئے تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور اس پر عمل کروں گا آؤ ہم اس دروازہ کے پاس کھڑے ہو کر دیکھیں۔ گو معلوم نہیں ہمیں کب تک انتظار کرنا پڑیگا"

اس کے بعد مارچ مونٹ اور ایمی سمٹ اس کمرہ کے دروازہ میں کھڑے ہو گئے جس میں یہ گفتگو ہوئی تھی۔ جہاں وہ کھڑے تھے۔ اس جگہ سے برآمدہ کا منظر دور تک دکھائی دیتا تھا اسی طرح ۲۰ منٹ تک وہ دونو چپ چاپ کھڑے رہے۔ آخر اس وقت تھوڑے فاصلہ پر آہستہ سے ایک دروازہ کھلا۔ ڈیوک نے خادمہ کو اس قسم کا ٹھوکا دیا جس سے جوش و اضطراب کا اظہار ہوتا تھا۔

ایمی نے آواز دبا کر کہا "خاموش رہئے"

برامدہ میں کسی کے دبے پاؤں چلنے اور کپڑوں کے سرسرانے کی آواز سنائی دی۔ اور ایک لمحہ بعد کوئی شخص احتیاط سے دبے پاؤں گذرا۔ ناظرین خوب جانتے ہیں کہ یہ بیٹس راڈنے کے سوا کوئی اور نہ تھا۔ جو اس معاملہ میں ڈیوک کی ہدایات پر عمل کر رہی تھی۔ سر کے بال اور چہرہ سیاہ نقاب میں چھپا ہوا تھا۔ مگر لباس وہی تھا جو ڈچس نے اس رات پہنا تھا۔ ایمی نے اسے خوب غور سے دیکھا۔ پھر چند قدم کمرہ کے اندر ہٹ گئی۔

"کیوں ایمی" ڈیوک نے کھوکھلی آواز سے پوچھا "بتاؤ اب تمہاری کیا رائے ہے؟"

"مائی لارڈ مجبوراً کہنا پڑتا ہے کہ اس معاملہ میں شک کی گنجائش نہیں" خادمہ نے جواب دیا "مگر کیا آپ نے اپنی آنکھوں سے ان کو مسٹر سٹینہوپ کے کمرہ میں داخل ہوتے دیکھا تھا؟"

"اگر مجھے دفعتاً شب کوری کا عارضہ لاحق نہیں ہو گیا۔ تو کہہ سکتا ہوں کہ وہ میرے سامنے اس شخص کے کمرہ میں گئی تھی۔" ڈیوک نے جواب دیا "علاوہ بریں اس کا دبی چال چلنا۔ ۔ آخر کیا ظاہر کرتا ہے ؟"

"خیر تو اب حضور اس معاملہ میں کیا کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں ؟" خادمہ نے جواب تک بیگم کو نیکی۔ پاکیزگی اور راست شعاری کا مجسمہ سمجھا کرتی تھی۔ آج اسے بدی اور گناہ میں اس قدر آلودہ دیکھ کر افسوسناک لہجہ میں دریافت کیا۔

"ارادہ ؟" ڈیوک نے انداز وحشت سے کہا "میں کیا بتاؤں کہ کیا ارادہ رکھتا ہوں۔ اس میں شک نہیں گذشتہ چند ماہ کے عرصہ میں میرے اور ڈچس کے تعلقات اچھے نہ تھے۔ اور لوگ مجھی کو بے رحم اور سنگدل کہا کرتے تھے۔ لیکن آج کے واقعہ کے بعد تمہیں کہ ہمارے بگاڑ میں پیشدستی کس کی ہے ؟ لیکن خیر یہ باتیں اس وقت کرنے کی نہیں ہیں۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے تم نے مجھے مشورہ دیا تھا۔ کہ اس معاملہ میں جلد بازی نہ کرنی چاہیئے ۔ ۔"

"جی ہاں اور میں پھر ایک بار عرض کرتی ہوں کہ جو کارروائی آپ عمل میں لانا چاہیں۔ بڑے غور و خوض کے بعد ہونی لازم ہے۔"

"اطمینان رکھو کہ اسی طرح ہو گا۔" ڈیوک نے جواب دیا "میں ہنگامہ برپا کرنا نہیں چاہتا۔ اسلئے جو کچھ ہو گا وہ موزوں اور مناسب طریق پر کیا جائے گا۔ اب طلاق کے سوائے کیا چارہ کار ہے ؟"

"مگر سرکار میں پھر ایک بار عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتی کہ اس معاملہ میں غلطی اور غلط فہمی کا ہو وقت امکان ہے۔" ایمی نے کہا "میں نے ڈچس کو مسٹر سٹینہوپ کے کمرہ سے نکلتے نہیں دیکھا۔ صرف اس انداز کی ایک برقعہ پوش عورت کو دیکھا ہے۔"

"بے شک سچ کہتی ہو" ڈیوک نے اس طرح کہا۔ گویا اس حقیقت کو اول مرتبہ سمجھا ہو۔ "بہر حال میں جلدی میں کوئی بات نہ کروں گا۔ اور جو کچھ بھی کرنا ہو گا اس کے ہر پہلو کو اچھی طرح سوچ کر عمل کیا جائیگا اب تم جاؤ۔ یہ کہنا لاحاصل ہے کہ اس معاملہ میں تمہاری طرف سے کامل اخفا و رازداری ہونی چاہیئے تم ہر طرح سمجھدار ہو۔ اس لئے میری تاکید بے کار ہے۔ مگر تمہارے نیک مشورہ کا میں پھر ایک بار شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور میری رائے میں تم اس کے لئے انعام کی مستحق ہو۔ یہ تھیلی اپنے پاس رکھو مگر جو کچھ تم نے آج دیکھا ہے۔ اس کی نسبت اپنی بیگم سے ایک لفظ تک نہ کہنا۔ اسے قطعاً معلوم نہ ہو کہ اس کے خلاف کسی طرح کا شک ہے۔ جاؤ شب بخیر۔"

ایمی سٹن دبے پاؤں اپنے کمرہ میں چلی گئی۔ اور ڈیوک آف مارچ مونٹ اسی احتیاط کے ساتھ لیسٹس سے جا ملا جو پھر اسی کمرہ میں پہنچ گئی تھی۔ جس میں اول مرتبہ ڈیوک نے اسے داخل کیا تھا۔ اور جس میں اب تک شمع روشن تھی۔

اس نازنین کی طرف فاتحانہ انداز سے دیکھتے ہوئے ڈیوک نے شامپین کا ایک اور گلاس پر کرکے کہا "سب انتظام ٹھیک ہو گیا۔ دوشنبہ کو تم پھر اسی طرح کرنا۔ میں ۸ اور ۹ بجے کے درمیان تمہیں خبر دوں گا کہ اس روز کس قسم کا لباس پہننا چاہیئے۔ بس اب الوداع۔ میرا خیال ہے یہ کام امید سے پہلے مکمل ہو جائے گا۔ اور تم تھوڑے ہی دنوں میں لندن واپس جا سکو گی۔"

اس کے بعد لیسٹس رخصت ہوئی۔ اور ڈیوک آف مارچ مونٹ اپنی ناکردہ گناہ بیگم کے خلاف اس ہولناک سازش کی کامیابی پر دل ہی دل میں خوش ہوتا۔ اپنی خوابگاہ کی طرف چلا۔

باب ۳۴

تالاب

ان خفیہ تجاویز کے سلسلہ میں جو ڈیوک آف مارچ مونٹ کے پیش نظر تھیں۔ اس نے دوشنبہ کی رات کو ڈچس لیونیا کے لباس کو نظر غور سے دیکھا۔ اور اسے یہ جان کر خوشی ہوئی۔ کہ اس کا مثنیٰ لیسٹس کے پاس اسی پراسرار بکس میں موجود ہے جو میڈم اینجلیک کے ہاں سے اس ویران مکان میں بھیجا گیا تھا جس میں لیسٹس راڈنے مقیم تھی۔ رات کے ۹ بجے وہ کمرہ نشست سے جہاں ڈچس اور آنریبل ولسن سٹینہوپ کے پاس بیٹھا ہوا گفتگو کر رہا تھا۔ دردسر کا بہانہ کرکے اٹھا۔ اور یہ کہہ کر رخصت ہوا کہ میں ہواخوری کے لئے باغ میں جا رہا ہوں۔ مگر وہاں سے چلکر سیدھا اسی ویران مکان میں پہنچا جہاں لیسٹس ٹھیری ہوئی تھی۔ اور اسے ضروری اطلاع دے کر محل کی طرف واپس ہوا۔

مگر آج کی رات شنبہ کی رات سے جب لیسٹس بلماول اس خوفناک سازش کی تکمیل کے سلسلہ میں اوک لینڈس کو روانہ ہوئی۔ مختلف تھی۔ آسمان پر بادل گھرے ہوئے تھے اور ہوائے تیز و تند چل رہی تھی۔ مارچ مونٹ نے لبادہ کو اور اچھی طرح لپیٹ کر جلد جلد مکان کی طرف چلنا شروع کیا۔ تالاب کے پاس پہنچکر جس کا پانی رات کی تاریکی میں بھی جھلل جھلل کر رہا تھا۔ اس نے رفتار تیز کر دی۔ مگر

چند ہی قدم چلنے پایا تھا کہ دفعتاً رک گیا۔ اور اس طرح لڑکھڑایا کہ معلوم ہوتا تھا فرش زمین پر گرا چاہتا ہے۔ کیونکہ تالاب کے پاس عین اس جگہ جہاں ایک قابل یادصبح کو بیروس اور بیچلے نے مقتول ڈیوک کی لاش دیکھی تھی۔ کوئی تاریک صورت کھڑی ہوئی نظر آئی تھی! اس نے آنکھیں پھاڑکر دیکھنے کی کوشش کی۔ کچھ شک نہیں کوئی شخص اسکی نظروں کے سامنے بت کی طرح بے حرکت کھڑا تھا۔ یہ واہمہ نہیں حقیقت تھی جس سے کسی حال میں انکار نہ ہوسکتا تھا۔ جیسا ہم نے بیان کیا ہے۔ ڈیوک آف مارچ مینٹ جو فطرتاً بے خوف اور دلیر تھا اس پر اسرار صورت کو دیکھ کر ٹھٹکا اور لڑکھڑا گیا۔ اسپر غش طاری ہونے لگی۔ مگر اپنی زبردست قوت ارادی سے کام لے کر اس نے ایک بار پھر آنکھیں مل کر دیکھا۔ اب وہ صورت اس جگہ سے غائب ہوچکی تھی۔ ڈیوک کو ایسا معلوم ہوا کہ وہ تالاب کے کنارہ چلکر تھوڑے فاصلہ پر یا تو ہوا میں سما گئی یا ان درختوں اور جھاڑیوں کے سایہ میں داخل ہوگئی۔ جو اس مقام پر بکثرت اُگے ہوئے تھے۔

انتہائی کوشش سے اوسان بحال کرکے ڈیوک آف مارچ مونٹ نے کہا "نہیں نہیں! حقیقت میں کچھ نہ تھا۔ یہ صرف میرے منتشر خیالات کا نتیجہ ہے اور کچھ نہیں۔" اس کے باوجود وہ اس جگہ سے غیر معمولی تیزی کے ساتھ محل کی طرف چلنے لگا۔ اور رستہ میں کئی بار پیچھے مڑکر اسی مقام کی طرف دیکھا مگر اب وہاں کچھ نہ تھا۔ بہر نوع دل سے اس خیال کا اخراج غیر ممکن تھا۔ کہ جو کچھ نظر آیا وہ محض واہمہ نہ تھا۔ فی الحقیقت اس روحانی وجود کو دیکھ کر چند لمحوں کے لئے اس کے سازشی منصوبوں میں بھی تزلزل آنے لگا تھا۔ مگر جیسے ہی وہ قصر اوک لینڈس کی حدود میں داخل ہوا۔ اس کا حوصلہ پھر بحال ہوگیا اور ارادوں نے ازسرنو تقویت حاصل کرلی۔ تالاب کی روح کا اثر ذہن سے خارج ہوگیا۔ اور چونکہ فطرتاً سرد مزاج اور سنگدل تھا۔ اس لئے کہا جاسکتا ہے کہ محل کی حدود میں داخل ہونے کے بعد اگر فی الواقعہ کوئی روحانی وجود اس کے سامنے ظاہر ہوکر اپنا سرد ہاتھ اس کے شانہ پر بھی رکھ دیتا تو وہ اس تجویز کی تکمیل سے باز نہ آتا۔ جس کے مبادیات طے کرنے میں اس نے اتنا غیر معمولی اہتمام کیا تھا۔ اس وقت اپنے ارادوں کو اور زیادہ مضبوط کرنے کے لئے اس نے دل میں سوچا کہ اگر چند دن کے عرصہ میں اس ترکیب سے لیوینیا سے نجات حاصل ہوگئی تو رسم طلاق کے بعد میں کسی اور عورت سے شادی کروں گا۔ کیا عجب اس کے بطن سے کوئی لڑکا پیدا ہوجائے اور میری ریاست وامارت کا وارث بنے۔ کیونکہ یہ خیال ہر وقت اس کے لئے سوہان روح تھا۔ کہ اگر میں لاولد مرا تو یا اس معزز خطاب کا میری ذات کے ساتھ خاتمہ ہوجائے گا۔ یا کوئی دور افتادہ رشتہ دار

اپنا حق ثابت کرنے میں کامیاب ہوگا۔ علاوہ بریں اسے اپنی بیگم سے دلی نفرت تھی۔ اس کی خوبیاں اور اوصاف حسنہ اس کے لئے باعث رنج و اذیت تھے۔ غرض کئی وجوہ تھے جن کے باعث وہ اس سے علیحدگی چاہتا تھا۔

اپنے ہی دل سے مخاطب ہو کر اس نے قدرے بلند آواز سے کہا "واقعی یہ میرا واہمہ تھا۔ اور یہ میری حماقت ہے کہ ایک لمحہ کے لئے شک کو دل میں جگہ دی۔" اتنا کہہ کر وہ محل میں داخل ہوا۔

اسی رات ۸ بجے کے قریب لیبش اس مکان سے جہاں اس کا قیام تھا۔ قصر نوابی کی طرف روانہ ہوئی۔ ہر چند کہ رات تاریک اور طوفانی تھی۔ تاہم اس موقعہ پر اسے سابق کی طرح کسی قسم کا خوف محسوس نہ ہوا۔ چنانچہ ساڑھے گیارہ بجے کے قریب وہ محل کے خفیہ دروازہ پر پہنچی اور ڈیوک نے سابق کی طرح اسے داخل کیا۔ اس کی تفریح کے لئے فوراً شامپین کا گلاس حاضر کیا گیا۔ نازنین نے ٹوپی اور کوٹ اتار کر رکھ دیا۔ سر پر نقاب اوڑھی اور مارچ مونٹ بدستور سابق اسے مسٹر سٹینہوپ کے کمرہ خواب میں چھوڑنے گیا۔

اس کے چند منٹ بعد ڈیوک نے ایمی سٹن کے کمرہ کے پاس جا کر آہستہ سے دستک دی۔ اور چونکہ خادمہ کسی ایسے واقعہ کے لئے پہلے سے تیار تھی اور اس نے ابھی تک سونے سے پہلے کپڑے نہیں اتارے تھے۔ اس لئے اس نے آہستہ سے دروازہ کھول دیا اور چپ چاپ ڈیوک کے ساتھ زینہ سے اترنے لگی۔ وہ اسے سابق کی طرح سٹینہوپ کے کمرہ کے پاس لے گیا۔ اور اسی جگہ دونو چھپ کر کھڑے ہو گئے۔ انہیں اس حالت انتظار میں کھڑے تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ مسٹر سٹینہوپ کی خوابگاہ کا دروازہ کھلا اور لیبش سا ڈنے باہر نکلی۔ وہ ڈیوک کی ہدایات کے مطابق عمداً تھوڑی دیر چپ چاپ کھڑی رہی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کان لگا کر سن رہی ہے۔ مگر قصداً ایسی جگہ کھڑی ہوئی جہاں کمرہ سے خارج ہونے والی روشنی اس پر اچھی طرح پڑتی تھی۔ یہ تجویز اس لئے اختیار کی گئی تھی کہ اس رات چاند اور ستارے غائب تھے اور ابر کی تاریکی میں اس روشنی کے بغیر ایمی سٹن کے لئے لیبش کی پوشاک دیکھنا مشکل ہوتا اسی مطلب کے لئے آخر الذکر نے کمرہ سے نکلتے وقت دروازہ کو ذرا سا کھلا چھوڑ دیا تھا۔ اور اسی غرض سے وہ احتیاط کے بہانے تھوڑی دیر وہاں ٹھیر گئی۔ اس کے بعد وہ ایک طرف کو چل دی۔ سٹینہوپ نے دروازہ بند کر دیا۔ اور اس کے قریباً ایک منٹ بعد ڈیوک نے آواز دبا کر ایمی سے کہا "کیوں اب کہو؟"

"مائی لارڈ کیا عرض کروں۔ نظر کچھ اور کہتی ہے عقل کچھ اور کہتی ہے۔"

"خیر تو ایسی حالتوں میں جو کچھ نظر کہتی ہو اسی کو صحیح ماننا پڑتا ہے۔" مارچ مونٹ نے کہا "بس اب تم اپنے کمرہ میں جاؤ۔ مگر سابق کی طرح اس بارہ میں بالکل چپ رہنا۔ میری فیاضی کا تازہ ثبوت یہ ہے۔" اور یہ کہتے ہوئے ڈیوک نے طلائی سکوں کی ایک اور تھیلی اس کی طرف بڑھائی جسے خادمہ نے حریصانہ انداز سے ہاتھ میں لے لیا۔ پھر وہ اپنے کمرہ کی طرف چلی گئی۔ اور مارچ مونٹ ذرا تامل کے بعد لیبٹس سے جا ملا۔ دونوں میں تھوڑی دیر کچھ باتیں ہوئیں۔ جس کے بعد لیبٹس محل کے خفیہ دروازہ کی راہ سے باہر نکلی۔

اب آدھی رات کا وقت تھا۔ ابر کثیف کے ٹکڑے آسمان پر اڑ رہے تھے اور ہوا اور بھی تیز چلنے لگی تھی۔ لیبٹس راڈلے نے اپنے لبادہ کو خوب اچھی طرح لپیٹ لیا اور فقیرانہ لینڈٹس کے باغ سے گذر کر سڑک پر ہو لی۔ درختوں کی ٹہنیوں میں ہوا کا شور اس کی وہمی طبیعت میں طرح طرح کے اندیشے پیدا کر رہا تھا۔ اور رات کی تاریکی سے گذرتے ہوئے رہ رہ کر یہ خیال دل میں پیدا ہوتا تھا کہ میں ایک بیگناہ خاتون کی تباہی کا ذریعہ بن رہی ہوں۔ کیونکہ ڈیوک کی بیان کردہ کیفیت کے بعد اب وہ معاملہ کی نوعیت سے بے خبر نہ تھی۔ شامپین کا اثر بہت عرصہ پیشتر سلب ہو چکا تھا۔ اس لئے وہ بڑی کوشش کے باوجود اس خیال کو دل سے خارج نہ کر سکتی تھی۔ کہ میں ایک خوفناک جرم کی ممد و معاون بن رہی ہوں۔ جس کی سیاہی اس طوفانی رات کی سیاہی سے کم نہیں ہے حقیقت یہ ہے کہ آج اپنی زندگی میں اول مرتبہ اس کے دل میں احساس تاسف پیدا ہونے لگا تھا۔ وہ ان خیالات کو دبانے کی بہت کوشش کرتی تھی۔ اور مارچ مونٹ کی سابقہ فیاضیوں کو پیش نظر رکھ کر اس خیال سے دل کو تقویت دینا چاہتی تھی کہ اس کام سے معقول معاوضہ حاصل ہوگا۔ مگر جس طرح پاکبازی اور راست شعاری پر کوئی طلسم سحر انداز نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح یہ خیالات اس کے ضمیر کی آواز کو دبانے سے قاصر تھے۔ بار بار دل میں سوچتی تھی کہ بہتر ہوتا میں اس سازش میں حصہ نہ لیتی امر واقعہ یہ ہے کہ گناہ و معصیت کی زندگی کے باوجود لیبٹس راڈلے ایسی گئی گذری عورت بھی نہ تھی کہ اگر ڈیوک آف مارچ مونٹ کی سازشانہ تدابیر ایک دم پوری تفصیل کے ساتھ اس کے روبرو پیش کی جاتیں تو وہ انہیں منظور کر لیتی۔ اسے آہستہ آہستہ اس دام تزویر میں پھانسا گیا تھا۔ اور جب آخر کار اس نے دیکھا کہ میں اس معاملہ میں حد سے آگے نکل گئی ہوں۔ تو پھر واپس ہٹنا نامناسب معلوم ہوا۔ اس کے باوجود شب اسود کی سیاہی اور جھکڑ کی حسرتناک آوازوں نے پھر ایک بار اس کے دل میں خوف کا احساس پیدا کر کے اس کے جذبات لطیف کو بیدار کرنا شروع کر دیا۔

رستہ میں تالاب کے پاس سے گذرنے کا خیال اسکو بے چین کر رہا تھا۔ کہتی تھی کاش اس کے سوا کوئی اور رستہ ہوتا یا میں تالاب سے آگے نکل گئی ہوتی۔ وہ بھی کیا خوشی کا وقت ہوگا جب میں بحفاظت اپنے کمرہ میں پہنچ کر اطمینان کی سانس لے سکوں گی۔ مارچ مونٹ نے چلتے وقت کہہ دیا تھا کہ آئندہ تمہارے لئے رات کو یہاں آنے کی حاجت نہیں اور یہ امر بجائے خود اطمینان بخش تھا۔ مگر باقی رستہ کا طے ہونا بھی تو کام تھا!

رات ایسی تاریک کہ تھوڑے فاصلہ کی چیز بھی نظر نہ آتی تھی - اور اس عرصہ میں ہوا کی سائیں سائیں فوق الفطرت آوازوں کی صورت اختیار کر کے بار بار اس کے خیالات پر اثر انداز ہو رہی تھی۔ کبھی اس میں التجا کی آوازیں سنائی دیتی تھیں۔ کبھی ملامت کی اور کبھی کسی بدنصیب مقتول کے کراہنے کی دردناک آواز سنائی دینے لگتی تھی۔ گاہ بگاہ ایسا معلوم ہوتا تھا گویا کوئی اس کے ساتھ ساتھ چل رہا ہے۔ اور وہ اس خیال سے بزور کانپنے لگتی کہ ایسا نہ ہو کوئی چور یا رہزن تاریکی سے نکلکر مجھ پر قاتلانہ وار کرے اور اس سڑک پر قتل کی دوسری واردات ظہور میں آئے۔ پھر اس تاریکی میں کئی طرح کی شکلیں۔ تاریکی سے زیادہ سیاہ اور واضح ہوا میں اُڑتی نظر آتی تھیں جنہیں دیکھ کر اس کا بدن سرد ہو جاتا اور ہڈیوں کے اندر خون منجمد ہونے اور دماغ میں چکر آنے لگتا تھا اندھیری رات میں جس قدر ذہنی خوف اس بدنصیب عورت نے برداشت کیا اسے اگر لیوینیا کی عصمت و عفت کا انتقام سمجھا تو بے جا نہ ہوگا۔

اب وہ سڑک کے موڑ پر پہنچ گئی تھی۔ اور یہ جان کر کہ تالاب کے پاس پہنچ گئی ہوں۔ اس کا بدن فرط خوف سے کانپنے لگا تھا۔ گھٹنے فرش زمین کی طرف جھک گئے اور دانت بجنے لگے۔ اس نے انداز وحشت سے آنکھیں پھاڑ کر تاریکی میں دیکھا اور یہ معلوم کرنے کی کوشش کی کہ مقام قتل پر کوئی خوفناک روح تو نہیں کھڑی ہے۔ اس وقت اس رات کے واقعات جب وہ بار اول قصر اوک لینڈس کی طرف گئی تھی۔ واضح طور پر اس کے ذہن میں تازہ ہوئے۔ کیونکہ اس رات دوبار اسے کوئی تاریک صورت تالاب کے پاس کھڑی نظر آئی تھی۔ جو ایک بار سڑک کے وسط میں غائب ہو گئی۔ اور دوسری مرتبہ جھاڑیوں کے پیچھے چھپ گئی تھی۔ اس وقت تک وہ اپنے دل کو یہی سمجھانے کی کوشش کرتی رہی تھی۔ کہ اس موقعہ پر جو کچھ میں نے دیکھا وہ محض ایک وہم تھا۔ لیکن اب اس خیال کی تردید ہو گئی۔ اور دماغ میں یہ خیال پختگی سے جاگزین ہوا۔ کہ وہ ایک حقیقت تھی اپنی شکستہ جرأت اور دلیری کو یکجا کرنے کی آخری انتہائی کوشش کر کے وہ تالاب کے پاس

گئی۔ اندھیرے میں اس کا پانی مدھم سی چمک پیدا کرتا تھا۔ بیٹس نے کانپتے ہوئے چاروں طرف دیکھا کہ کوئی مبہم صورت موجود تو نہیں ہے؟ مگر خوش قسمتی سے میدان صاف تھا۔ اس سے اس کی ہمت پھر بحال ہوئی۔ تالاب کے پاس سے گذرکر اس نے دوبارہ اطمینان کی سانس لینی شروع کی۔ مگر دفعتاً ایسا معلوم ہوا۔ کہ وہ اس سڑک پر اکیلی نہیں ہے۔ کوئی اور بھی اس کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔ یہ معلوم کرتے ہی اس کے منہ سے ایک خوفناک چیخ نکلی۔ اور وہ بے جان لاش کی طرح چاروں شانے چت فرش زمین پر گر پڑی۔

جب لیٹس راڈنے کو آہستہ آہستہ ہوش آیا۔ تو اس نے سمجھا۔ میں ایک خوفناک خواب سے بیدار ہو رہی ہوں۔ اس کے ساتھ ہی سردی اور تشنج کے احساس نے اس کا یقین دلایا۔ کہ میں اس جگہ نہیں جہاں عموماً سویا کرتی ہوں۔ آنکھیں کھول کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ اسی تالاب کے کنارہ پڑی ہے۔ اور کوئی اُسے بازوؤں کا سہارا دے کر منہ پر سرد پانی کے چھینٹے دے رہا ہے!

نامعلوم شخص نے اُسے ہوش میں آتے دیکھ کر دبی ہوئی گہری آواز سے جو بیٹس کے لئے اور زیادہ باعث خوف ثابت ہوئی کہا۔ "ڈرو نہیں کہ تمہارے لئے کسی طرح کا خطرہ نہیں ہے۔"

"مگر آپ کون ہیں؟ خدا کے لئے بیان کیجیے۔ آپ کون ہیں؟" لیٹس نے پوچھا۔ اور اس کے ساتھ ہی انداز خوف سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

"تمہارے مانند ایک بدنصیب انسان" شخص مذکور نے جواب دیا۔ گو معلوم ہوتا ہے تمہارا گنہگار ضمیر یہ خیال پیدا کر رہا ہے کہ میں دوسری دنیا سے آئی ہوئی کسی مردہ شخص کی روح ہوں۔

"مگر آپ مجھ سے کیا کہنا چاہتے ہیں؟" لیٹس نے جس کے اندیشے اب ایک اور صورت اختیار کر چلے تھے۔ پوچھا۔ کیونکہ اب اس نے سوچا میں ضرور کسی چور یا رہزن کے قابو آ گئی ہوں۔

"میں پھر کہتا ہوں میری طرف سے کسی تشدد کا خوف نہ کرو۔" پراسرار شخص نے جس کی نسبت غالباً ناظرین سمجھ گئے ہوں گے کہ وہ کلیمنٹ ریڈکلف ہی تھا۔ کہا "مجھے تم سے ایک ضروری معاملہ پر فقط تھوڑی دیر گفتگو کرنا ہے۔"

"گفتگو!" لیٹس نے انداز وحشت سے کہا۔ اور اس وقت اس کے اضطراب کی یہ حالت تھی کہ اسے معلوم نہ تھا میں کیا کہہ رہی ہوں "یہ کیا آپ اس جگہ گفتگو کرنا چاہتے ہیں؟"

"ہاں اسی جگہ" ریڈکلف نے جواب دیا۔ کیونکہ ایسے مقامات پر گنہگار آدمی کا دل اپنی

سیاہ کاریوں کی یاد سے متاثر ہو کر عموماً اس بات پر آمادہ ہو جاتا ہے کہ جہاں تک اس کے اختیار میں ہو۔ تلافی کا سامان کرے۔ مگر میں پھر کہتا ہوں کہ ڈرو نہیں۔ بے شک رات اندھیری اور ہواسرد ہے۔ مگر جب تمہیں اپنے دور معصیت میں ان خشمناک عناصر کا مقابلہ کرنے سے تامل نہ ہوا۔ تو میری خاطر چند منٹ ٹھیرنا یقیناً ناگوار نہ ہوگا۔"

"صاحب آپ کے الفاظ کا کیا مطلب ہے؟" لیٹس نے مری ہوئی آواز سے پوچھا۔ کیونکہ اسے معلوم ہو گیا تھا۔ کہ یہ اشارہ انہی افسوسناک واقعات کی طرف ہے۔ جو اس کی شرکت سے عمل میں آرہے تھے۔

بہرحال اجنبی کی گفتگو سے اُسے گونہ اطمینان ہو گیا تھا۔ اب اسے یقین تھا کہ مجھے اس کی طرف سے کسی قسم کا ضرر پہنچنے کا احتمال نہیں۔ اس کے ساتھ ہی اس لئے رات کی تاریکی میں آنکھیں پھاڑ کر اس شخص کی صورت دیکھنے کی کوشش کی۔ یہ اسے پہلے ہی معلوم ہو گیا تھا کہ آواز پہچانی ہوئی ہے کیونکہ گو یہ آواز اس لہجہ مسرت سے جو میڈم اینجلیک کے مکان پر سنا گیا تھا محروم۔ کرخت اور سنجیدہ تھی۔ پھر بھی مجموعی طور پر پایا جاتا تھا کہ وہ غیر معروف نہیں ہے۔ مگر اجنبی نے اپنے کوٹ کا کالر اتنا اونچا کر رکھا اور ٹوپی کو اتنا آگے کی طرف جھکایا ہوا تھا کہ لیٹس بڑی کوشش کے باوجود اسے پہچان نہ سکی۔ صرف اتنا معلوم ہوا کہ وہ کوئی دراز قامت لمبا تڑنگا آدمی ہے۔ بہرحال وہ اس کی صحیح شخصیت معلوم نہ کر سکی۔

"تم میرے الفاظ کا مطلب پوچھتی ہو۔ اور مجھے مختصر طور پر اُسے بیان کرنے میں عذر بھی نہیں" ریڈکلف نے جو اس ملاقات پر اپنی شخصیت کو حتے الوسع چھپانے کا آرزومند تھا۔ بدستور بدلے ہوئے لہجہ میں کہا "کسی نہ کسی طرح مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ تم ایک نہایت ذلیل واردات فعل کی سرانجام دہی کے لئے کوشش کر رہی ہو۔ حالانکہ وہ کام اس قدر ناپاک اور شرمناک ہے کہ شاید اس سے سنگین وہی جرم ہو سکتا ہے۔ جس نے اس مقام کی نسبت خوفناک روایات مشہور رکیں۔ مگر جب دیکھا جائے کہ اس فعل کو ایک عورت اپنی ہی جنس کے ایک رکن ممتاز کے خلاف عمل میں لا رہی ہے۔ تو اس کی سیاہ کاری دوبالا ہو جاتی ہے۔ میری رائے میں تفضیل کا حاصل ہے۔ کیونکہ جس سازش میں تم حصہ لے رہی ہو۔ اس کے حالات مجھ سے پوشیدہ نہیں۔ اشارتاً میں یہ بھی جتا دینا چاہتا ہوں۔ کہ اس وقت تم نے جو لباس پہن رکھا ہے۔ وہ ڈچس آف ملدیچ مونٹ کی پوشاک کا مثنیٰ ہے۔ اس سے پہلے شنبہ کی رات کو بھی تم اسی طرح کا دوسرا لباس پہن کر اوک لینڈس گئی

تھیں۔اس روز میری نظر تم پر تھی۔ اور میں نے تمہارا تعاقب بھی کیا تھا جس طرح آج رات کیا ہے ۔ ۔ ۔"

"آہ!" بیٹس کے منہ سے بے اختیار نکلا۔ اور ریڈکلف کے الفاظ سے اس پر واضح ہو گیا۔ کہ جو پُراسرار صورت اس روز اس کے لیئے باعث خوف ہوئی۔ اس کا وجود گو حقیقی تھا۔ تاہم اس کا تعلق عالم ارواح سے نہ تھا۔ پھر وہ کہنے لگی۔"صاحب خدا کے لیئے بیان کیجیے۔ آپ کون ہیں۔ اور مجھ سے کیا کہنا چاہتے ہیں؟ دیکھیئے میں ہاتھ جوڑتی ہوں۔ مجھے حوالہ پولیس نہ کیجیئے۔ کیونکہ اس صورت میں میرا تباہ و برباد ہونا یقینی ہے۔ میں ایک فریب خوردہ عورت ہوں۔ میں نے ارادے سے کوئی کام نہیں کیا۔" اور اتنا کہہ کر بدنصیب عورت نے ذہنی اذیت سے کانپتے ہوئے دونو ہاتھ جوڑ دیئے۔

"اس حد تک میں تمہارے بیان کو صحیح مانتا ہوں؟" ریڈکلف نے کہا۔ "اور اگر تم میرے کہنے پر عمل کروگی۔ تو اس کا بھی وعدہ کرتا ہوں۔ کہ تمہیں حوالہ انصاف نہ کروں گا۔"

"اس کے لئے میرا دلی شکریہ قبول کیجیئے۔" بیٹس نے اطمینان کی سانس لیتے ہوئے کہا۔ "اور فرمایئے آپ اور کیا چاہتے ہیں؟"

"اول یہ کہ سچ سچ بیان کرو۔ اس محل کے اندر رہ کر تم نے کیا کیا کارروائی کی ہے؟" ریڈکلف نے اوک لینڈس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا۔ "اور میں پھر تم کو خبردار کرتا ہوں۔ کہ اس بارہ میں کوئی غلط بیانی ہرگز نہ ہونی چاہیئے۔ فی الحقیقت ایسا کرنا بے سود ہوگا۔ کیونکہ میں اپنے طور پر سب حال جان چکا ہوں۔ پس جہاں تم نے ذرا بھی غلط بیانی کی۔ میں فوراً سمجھ لوں گا۔ کہ تم مجھے دھوکا دینا چاہتی ہو۔"

"یقین فرمایئے کہ میں آپ سے ہرگز جھوٹ نہ کہوں گی۔" عورت نے کہا۔ "مگر اس کا آپ بھی وعدہ کریں ۔ ۔ ۔"

"میں ایسا آدمی نہیں ہوں کہ بات کہکر پھر جاؤں۔" ریڈکلف نے قطع کلام کرکے کہا۔ "اس لیئے بتاؤ تم کیا کہنا چاہتی ہو۔"

ریڈکلف کی باتوں سے پوری طرح مطمئن ہو کر بیٹس ماڈنے نے معاملہ کی تمامتر تفصیلات جن سے ناظرین خبردار ہیں۔ بیان کردیں۔ آخر میں اس نے پھر ایک بار التجا کی کہ جو کارروائی آپ کریں۔ اس میں میرا نام ہرگز نہ آنے دیں۔ اور مجھے دلوک آف مارچ مونٹ کے عتاب سے محفوظ رکھیں۔

"میں یقین دلاتا ہوں کہ میری وجہ سے تمہیں کوئی ضرر نہ پہنچے گا۔" ریڈکلف نے جواب دیا۔ "رہ گیا

ڈیوک آف مارچ مونٹ کا غصہ۔ وہ کچھ ایسا قہر الٰہی نہیں ہے جس سے تم اتنا ڈرتی ہو۔ مگر آؤ اب
یہاں سے چلیں۔ میں تمہیں اس جگہ تک چھوڑ آتا ہوں۔ جہاں تم قیام پذیر ہو۔ اور وہاں چلکر تم مجھے
ڈچس کے لباس کے وہ چیتھڑے دے دو جن سے اس طرح کے شرمناک کام لئے جا رہے ہیں۔ میرا کہا مانو
تو کل سویرے ہی اس جگہ سے رخصت ہو جاؤ۔ اور اگر آج رات کے واقعات نے تمہارے دل پر کچھ
بھی اثر ڈالا ہو تو میں تمہیں اسکی بھی ہدایت کروں گا۔ کہ آئندہ اس مقام مخش میں ہرگز نہ رہنا جہاں
تم آج تک لندن میں رہا کرتی تھیں۔ بلکہ اپنے گذارہ کی کوئی اور صورت پیدا کر لینا۔ میری طرف سے
ایک شرط اور بھی ہے اور وہ یہ کہ جہاں تم اس وقت جا رہی ہو۔ اس جگہ کی بڑھیا سے اس واقعہ
کا بالکل ذکر نکرنا۔ نہ اپنا حال کہنا۔ نہ میری طرف اشارہ کرنا اور نہ یہی بتانا کہ تم نے وہ کپڑے
کس لئے میرے حوالہ کر دیے۔ ڈیوک آف مارچ مونٹ سے ان واقعات کا ذکر آنا ہی نہ چاہیئے
کیونکہ اس صورت میں اس کی طرف سے جس قدر جوش غضب کا اظہار ہو سکتا ہے۔ وہ
سب تمہیں پر نازل ہوگا۔"

اس قسم کی باتیں کرتا ہوا کلیمنٹ ریڈکلف لیٹس کو تالاب سے اس کے مکان سکونت
کی طرف لے چلا۔ اور باقی راستہ انہوں نے خاموشی سے طے کیا۔ البتہ وہاں پہنچکر ریڈکلف نے
کہا۔ "مہربانی سے ان کپڑوں کو اچھی طرح تہ کرکے پلندہ باندھ دو۔ بکس کی مجھے حاجت نہیں۔ اور جب
تک تم انہیں باندھ کر لاؤ میں باہر کھڑا تمہارا انتظار کروں گا۔ دیر نہ کرنا۔ سب چیزیں احتیاط سے
باندھنا کہ کچھ باقی نہ رہ جائے اور پارسل خود لاکر مجھے دینا۔ اگر تم نے کسی بات میں مجھ سے فریب کیا
تو یاد رکھو میرا عہد خموشی فوراً شکست ہو جائے گا۔ اور میں جو کارروائی مناسب سمجھوں گا تمہارے
خلاف عمل میں لانے سے دریغ نہ کروں گا۔"

لیٹس نے ریڈکلف کی ہدایات پر عمل کرنے کا وعدہ کیا جس کے بعد وہ اندر چلی گئی اور وہ باہر
کھڑا انتظار کرتا رہا۔ کوئی پاؤ گھنٹہ کے عرصہ میں وہ ایک پلندہ لے کر واپس ہوئی جسے اس نے اس
کے حوالہ کر دیا۔ اس موقعہ پر اس نے پھر ایک بار ریڈکلف کی صورت پہچاننے کی کوشش کی۔ مگر
وہ بجائے خود محتاط تھا۔ اس لئے کامیاب نہ ہو سکی۔ اور گو یہ احساس ناقابل محو طریق پر لیٹس کے
دل میں جاگزین ہو گیا کہ اس شخص کی آواز میری پہچانی ہوئی ہے۔ تاہم سعی بسیار کے باوجود وہ معلوم
نہ کر سکی کہ میں نے یہ آواز کب اور کہاں سنی تھی۔

کپڑوں کا پلندہ اس کے ہاتھ سے لیکر ریڈکلف نے کہا "بس اب الوداع! لیٹس روتے نے

خدا کرے آج رات کے واقعات اور وہ سلوک رحم جو تم سے کیا گیا ہے تمہیں راہ صراط پر ڈالنے کا موجب ہو۔"

اتنا کہہ کر کلیمنٹ ریڈکلف تیز چلتا وہاں سے رخصت ہوا اور دیکھتے دیکھتے رات کی تاریکی میں غائب ہو گیا۔ لیٹس دوبارہ مکان میں واپس ہوئی تو دماغ میں عجیب توحش تھا۔ اور نہیں جانتی تھی کہ یہ عالم خواب ہے یا بیداری۔

اس کے دوسرے دن ۹ بجے کے قریب جب لنڈن کی طرف جانے والی گاڑی اس سڑک پر سے گذری۔ تو فیب نارووڈ نے اسے اشارہ سے روکا اور لیٹس راوڈ نے اس خیال سے اس میں سوار ہو گئی کہ آگے چلکر خاص لنڈن جانے والی گاڑی میں بیٹھ جاؤں گی۔ رہ گئی یہ بات کہ آئندہ کے لئے اس کا ارادہ مسٹر ریڈکلف کی نصیحت پر عمل کرنے کا تھا یا دوبارہ میڈم اینجلیک کے نگارخانہ میں داخل ہونے کا۔ اس کا حال اس داستان کے کسی آئندہ باب میں درج ہوگا۔

باب ۔ ۳۵

انکشاف

اسی روز علی الصبح یعنی لیٹس راوڈ کے روانگی کے وقت سے بھی پہلے ایک مزدور قصر اوک لینڈس میں کرسچن ایشٹن کے نام ایک خط لایا۔ اور جواب کا انتظار کئے بغیر رخصت ہو گیا۔ کیونکہ جس شخص نے اسے بھیجا اس نے معقول معاوضہ دے کر اس بات کی تاکید کردی تھی کہ خط دے کر فوراً ہی واپس چلے آنا۔ یہ بیان کرنا لاحاصل ہوگا۔ کہ خط مسٹر ریڈکلف نے لکھا۔ اور اس میں کرسچن ایشٹن کو فوراً اپنے پاس بلایا تھا۔

دن کے دس بجے آنریبل ولسن سٹینہوپ نے نوکر کو اسباب باندھ کر روانگی کی تیاری کا حکم دیا اور مزید انتظار نہ کرکے پیدل ہی گاڑیوں کے اڈے کی طرف ہو لیا۔ اس کی صورت سے اضطراب ظاہر ہوتا تھا۔ اور روانگی کے احکام صادر کرنے سے پہلے اس نے ڈیوک آف مارچ مونٹ سے ایک مختصر سی ملاقات بھی کی تھی۔ ڈیوڑھی میں جتنے نوکر جمع تھے سب مسٹر سٹینہوپ کی اس فوری روانگی سے حیرت زدہ نظر آنے لگے۔ مگر اس نے ان کی نگاہ حیرت کی پروا نہ کرکے ایک بنک نوٹ اس نوکر کی طرف جو قریب تر کھڑا تھا۔ پھینک دیا

اور کہا۔ اسے آپس میں بانٹ لینا۔ اس واقعہ کے بعد قدرتی طور پر گھر بھر میں چرچے ہونے لگے کہ ضرور کوئی ناخوشگوار واقعہ ظہور میں آیا ہے۔ اگرچہ اس کی نوعیت کی ایی سٹن کے سوا کسی کو خبر نہ تھی۔ وہ چونکہ اصلی راز سے واقف تھی۔ اس لئے اچھی طرح سمجھتی تھی کہ اب انتہائی حالت درپیش ہے اور غریب بیگم کے سر پر طوفان برساہی چاہتا ہے۔ اپنی غلط فہمی میں وہ لیونیا کو گنہگار سمجھتی تھی۔ اور ایسا ہونا ہر لحاظ سے قرین قیاس تھا۔ کیونکہ سب آثار اس کے خلاف تھے اس کے باوجود چونکہ عادتاً محتاط اور خلقتاً سرد مہر واقع ہوئی تھی۔ اس لئے اس معاملہ پر بالکل خاموش اور اس وقت کی منتظر رہی جب اس سے استصواب ہویا (اس کے خیال کے مطابق) اصل حقیقت کسی اور ذریعہ سے ظاہر ہو جائے۔

جس وقت آزیبل ولسن سٹیٹہوپ حالت اضطراب میں رخصت ہوا۔ لیونیا اپنی خوابگاہ کے پہلو میں بنے ہوئے کمرہ نشست میں بیٹھی تھی۔ اس طوفان سے بے خبر جو اس کے سر پر چھایا ہوا تھا۔ وہ اطمینان سے کوئی کتاب دیکھ رہی تھی۔ کہ یکایک ڈیوک کمرہ میں داخل ہوا۔ ڈچس نے اس کی صورت دیکھتے ہی معلوم کیا کہ ضرور کوئی ناگوار واقعہ ظہور میں آیا ہے۔ مارچ مونٹ کی صورت سے ناقابل ضبط غصہ ظاہر ہوتا تھا۔ وہ کمرہ میں داخل ہو کر سیدھا بیگم کی طرف گیا۔ پھر جب وہ حالت خوف میں اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ تو ڈیوک نے گول لہجہ اختیار نہ کرکے صاف اور واضح لفظوں میں اس سے کہا۔ "بیگم سنگدل تو تم پہلے بھی تھیں۔ مگر آج ثابت ہو گیا کہ بے وفا ہو!"

"الٰہی یہ میں کیا سنتی ہوں؟" ڈچس نے جس کی رنگت زرد فام ہو گئی تھی۔ چونک کر کہا "میں بے وفا! مائی لارڈ آخر یہ غلط فہمی کیونکر پیدا ہوئی؟"

"میڈم اس میں غلطی یا غلط فہمی کا کوئی امکان نہیں۔" ڈیوک نے سختی سے پرجوش لہجہ میں کہا "افسوس تم نے میرے اور میرے خاندان کے نام کو بٹہ لگایا۔ اور اپنے فرائض زوجیت کی خلاف ورزی کی!"

ان الفاظ کو سن کر بیگم کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا۔ اور بدن فرط غضب سے کانپنے لگا۔ بولی "صاحب جو کچھ آپ کہتے ہیں یہ سراسر بے جا اتہام ہے۔ میں خدا کو حاضر جان کر اپنی بے گناہی کا اعلان کرتی ہوں۔"

"یہ کچھ نئی بات نہیں۔" ڈیوک نے جلدی سے کہا۔ "ہر ایک گنہگار عورت اظہار خطا پایا ہی گیا

کرتی ہے۔ لیکن میرے پاس فیصلہ کن ثبوت ہیں۔ جن میں سے ایک یہ ہے۔ باقی اور بھی ہیں۔"

"ہیو کیا تم واقعی مجھ کو گنہگار سمجھتے ہو؟" لیونیلا نے کہا۔ اور اس کی آنکھوں سے بے اختیار سیلاب اشک بہ نکلا۔ اس کے ساتھ ہی اسکی چھاتی ہجوم جذبات سے متلاطم نظر آنے لگی۔

"بیگم اس معاملہ میں میری سمجھ کیا کر سکتی ہے جبکہ تمہارے خلاف مکمل اور ناقابل رد ثبوت حاضر ہیں؟" ڈیوک آف مارچ مونٹ نے گرجکر کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک خط کھول کر ڈچس کے روبرو پیش کیا۔

"میں نہیں جانتی اس خط میں کیا لکھا ہے۔" ڈچس نے گھبرا کر کہا۔ اور پھر دونو ہاتھ جوڑ کر آسمان کی طرف منہ اٹھا کر کہنے لگی۔ "ہاں اتنا کہہ سکتی ہوں کہ میری نیکی اور وفا کا شاہد وہ عالم الغیب ہے۔"

"نیکی! وفا!" مارچ مونٹ نے غضبناک لہجہ میں کہا۔ "کیا اس فیصلہ کن ثبوت کو دیکھ کر بھی تم نیکی کا دم بھرتی ہو؟ کیا اس شرمناک تحریر کے بعد بھی تم وفاشعار کہلا سکتی ہو؟ بیگم انکار فضول ہے تمہارے آشنا نے اپنا قصور مان لیا۔ یہ خط اس بدمعاش نے حقیقتاً تمہیں کو لکھا تھا۔ مگر سوئے اتفاق سے میرے ہاتھ آگیا۔ . . ."

"ہیو" بیگم نے غصہ۔ جوش اور مایوسی کے مشترک لہجہ میں کہا۔ "سچ جانو کوئی بھاری غلطی یا خوفناک غلط فہمی ہوئی ہے۔ ورنہ خدا جانتا ہے۔ میں نے قول و فعل سے کسی طرح کوئی بے جا حرکت نہیں کی۔"

"آہ! تمہیں اس انکار میں مزا آتا ہے۔" ڈیوک نے چلا کر کہا۔ اور جوش میں آداب تہذیب کو بھی ہاتھ سے دے کر اس نے کہا "عورت تو دیکھتی نہیں وہ خود میرے پاس ہے جس میں تیرا آشنا عشقیہ تحریر میں سابقہ عنایات کا ذکر کرنے کے بعد ان کی تجدید کی درخواست کرتا ہے۔"

"اُف! اُف! میرے خدا یہ کیا تہمت ہے! بدنصیب" ڈچس نے صوفے پر گر کر کہا۔ اور دونو ہاتھوں سے منہ ڈھک کر زار زار رونے لگی۔

"مگر ابھی کیا۔ ابھی تو کئی اور ثبوت پیش کیے جائیں گے۔" ڈیوک نے طنز کے لہجہ میں کہا "تمہاری کمزوری کا علم مجھے اول مرتبہ شنبہ کی رات کو ہوا تھا۔ مگر میں نے حقیقت کو نظر انداز کرنے کی کوشش کی۔ اپنی عادات رحم و اعتماد سے مجبور ہو کر کیونکہ میں زود یقینی کے وصف سے ہمیشہ محروم رہا ہوں۔ میں نے کچھ اور ثبوت حاصل کرنا ضروری سمجھا۔ اور اب دیکھ لو کہ میرے پاس مکمل مستند اور ناقابل رد ثبوت حاضر ہیں۔"

یہ کہتے ہوئے ڈیوک نے ایک ہاتھ سے خط پیش کیا اور دوسرے کو جوش کی حالت میں اس کا غذ پر مارا۔ ہرچند کہ جیسا ناظرین کو معلوم ہے۔ اس کے لئے اظہار غضب کی کوئی معقول وجہ نہ تھی۔ تاہم ظاہرداری کی خاطر اس نے اتنا جوش ظاہر کیا۔ کہ معلوم ہوتا تھا اسے حقیقت میں سخت صدمہ پہنچا ہے۔ اس کے باوجود جب ڈچس بڑے استقلال کے ساتھ اس انتہائی سکون کی حالت میں جو خود اس کے لئے حیرت خیز تھا۔ اس کی طرف بڑھ کر کہنے لگی "میرا خدا جانتا ہے میں گنہگار نہیں ہوں۔ اور تم میری بے گناہی میری آنکھوں میں دیکھ سکتے ہو۔" تو ایک لمحہ کے لئے ڈیوک بھی گھبرا گیا۔

اسی انداز اطمینان سے تقریر جاری رکھتے ہوئے ڈچس نے کہا "معاملہ ایسا نہیں کہ اسے جوش کی حالت میں طے کیا جائے۔ میں درخواست کرتی ہوں۔ اس کے متعلق پوری تحقیقات کرو۔ میں نے کوئی گناہ۔ کوئی خطا ایسی نہیں کی جس کے لئے میرا دل مجھے ملامت کر سکے۔ نہ میری طرف سے خفیف ترین کمزوری کا اظہار ہوا ہے۔ جس کی بنا پر میں اس الزام سنگین کی سزاوار سمجھی جاؤں۔"

"مگر یہ خط جو موجود ہے۔ اس کے متعلق تم کیا جواب دے سکتی ہو؟" ڈیوک نے باصرار پوچھا۔

"کسی خط کی تحریر ایک بگیناہ شخص کو گنہگار ثابت نہیں کر سکتی۔" لیونیا نے جواب دیا۔ "بالفرض آپ ہی کے خلاف کسی کو کوئی خط مل جائے اور اس میں آپ پر طرح طرح کے الزامات عائد کئے ہوئے ہوں۔ تو کیا اس سے یہ ثابت ہو جائیگا۔ کہ وہ الزامات واقعی درست ہیں؟"

"مگر میں کہہ رہا ہوں کہ اس کے علاوہ اور بھی ثبوت موجود ہیں۔" مارچ مونٹ نے بڑے جوش سے جواب دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے زور سے گھنٹی بجائی۔

ڈچس اپنی جگہ پر بیٹھ گئی۔ اور اب جوش کا اثر اول زائل ہونے پر اس نے اپنی معصومیت کی باخبری سے وہ انداز وقار جو اس کی شان کے لائق تھا۔ اختیار کرکے اس عجیب ناٹک کے آئندہ واقعات کا انتظار کرنا شروع کیا۔ اس میں شک نہیں معاملہ شروع سے آخر تک اس کے لئے حد درجہ رنجدہ تھا۔ تاہم اُسے یقین تھا۔ کہ آخر کار راستی کی فتح ہوگی۔ اس کا اسے خیال تک نہ تھا۔ کہ اس سازش کی تہ میں اس کے اپنے شوہر کا ہاتھ کام کرتا ہے۔

چونکہ گھنٹی ڈچس کے کمرہ نشست میں بجائی گئی تھی۔ اس لئے کسی خادمہ کا حاضر ہونا لازم تھا تھوڑی دیر میں ایمی سٹن داخل ہوئی۔ ایک ہی نظر میں جو اس نے ڈیوک اور ڈچس پر ڈالی۔ اسے معلوم ہو گیا۔ کہ بھید کھل گیا ہے۔ اس کے باوجود اُسے لیونیا کے سکون و وقار

کو دیکھ کر جس سے گناہ کی باخبری کی بجائے مجروح معصومیت کا اظہار ہوتا تھا۔ قدرے حیرت ہوئی۔

"کون۔ ایمی سٹن ؟" ڈیوک نے خادمہ کو داخل ہوتے دیکھ کر کہا۔ "اچھا ہوا تم آگئیں۔ کیونکہ سب سے اول تمہاری ہی ضرورت تھی۔"

ان الفاظ کو سُن کر ڈچس چونک گئی۔ اور اس کے بعد ایمی کے چہرہ کی طرف دیکھ کر یہ جاننے کی کوشش کرنے لگی۔ کہ وہ اس معاملہ میں کونسا رُخ اختیار کرے گی۔ چونکہ خود پاکباز اور نیک نہاد عورت تھی اس لئے ڈچس کے دل میں یہ خیال ایک لمحہ کے لیے بھی پیدا نہ ہو سکتا۔ کہ ایمی میرے خلاف کسی غلط الزام کی تائید کرے گی۔ مگر جب اس نے اس کے چہرہ پر بھی اضطراب و پریشانی کی علامات دیکھیں۔ تو اسے قدرتی طور پر وحشت ہونے لگی۔

"ایمی سٹن۔" ڈیوک نے یکایک پرجوش لہجہ ترک کرکے سکون و سنجیدگی سے کہنا شروع کیا "اس میں شک نہیں معاملہ بہت ناخوشگوار اور رنج دہ ہے۔ . . ."

"سنو ایمی۔" ڈچس نے بھی خادمہ کی طرف جاکر اس کے چہرہ کو بغور دیکھتے ہوئے کہا۔ "اگر تمہیں میرے خلاف کوئی بات معلوم ہے تو میں اجازت دیتی ہوں بے تامل کہہ دو۔ اس کے لئے کسی معذرتی تمہید کی ضرورت نہیں۔ کیا واقعی تم مجھے گنہگار جانتی ہو۔ کیا میرے خلاف تمہیں کوئی بات معلوم ہے ؟ . . ."

خادمہ ہرچند کہ فطرتاً پُرسکون اور سرد مزاج تھی۔ مگر اس موقعہ پر وہ بھی پریشان نظر آنے لگی حیران تھی کیا کہے اور کیا نہ کہے۔ آخر تھوڑے تامل کے بعد بولی۔ "بانو ! اچھا ہوتا کہ مجھ سے اس معاملہ میں استصواب نہ کیا جاتا . . ."

"آہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمہیں کوئی بات معلوم ہے۔" ڈچس نے کہا۔ "خیر ایسا ہے۔ تو کہہ دو۔ ڈرنے یا تامل کرنے کی حاجت نہیں۔ میں تمہیں اجازت دیتی ہوں۔ کہ تمہیں جو حال معلوم ہے۔ صاف صاف بیان کرو۔"

ایمی نے مضطرب نظروں سے پہلے ڈیوک۔ پھر ڈچس کی طرف دیکھا۔ اس کے بعد کہنے لگی "حضور کیا یہ بہتر نہ ہوگا۔ کہ آپ اپنے آپ کو سرکار کے رحم پر ڈالنا منظور کریں . . ."

"ایمی تم کتنی گستاخ اور بیباک ہو۔" پیہ بینا نے جس کے پاک دل کو ان الفاظ سے سخت صدمہ پہنچا تھا۔ کہا۔ "صاف ظاہر ہے کہ تمہیں بھی کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔ لیکن خیر تمہیں جو کچھ معلوم ہو کہہ دو۔ کہ میں اس کی تردید کرسکوں۔"

"افسوس ہا نو" جوان عورت نے جو ڈچس کے پُر اعتماد لہجہ سے حیرت زدہ تھی۔ گو وہ اسے اس کی بے جا ڈھٹائی سے منسوب کرتی تھی۔ کہا۔ "حالات سراسر آپ کے خلاف ہیں۔۔۔"

"یعنی کونسے حالات؟" لیو ینیا نے جوش سے پوچھا۔ اور اس وقت جب کہ ڈچس صحیح شاہانہ انداز سے کھڑی تھی۔ خادمہ کی نظروں میں وہ اس حلیم خاتون سے جس کی وہ خدمتگذار تھی۔ بالکل مختلف نظر آئی۔

"کہو ایمی۔ رُکتی کیوں ہو؟" ڈیوک نے باصرار کہا۔

"مجبوری کی حالت میں مجھے با فسوس کہنا پڑتا ہے کہ میں نے بیگم صاحب کو مسٹر سٹیہوپ کے کمرہ سے نکلتے دیکھا تھا۔۔" خادمہ نے کہنا شروع کیا۔

"کیا!" ڈچس جوش سے چلا کر کہنے لگی۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کا چہرہ جوش غضب سے سُرخ ہوگیا۔ چند سیکنڈ کے عرصہ تک اس کی نگاہ سے حیرت، اذیت، غصہ، وحشت اور خوف کا اظہار ہوا۔ اس کے بعد اس نے کہا۔ "ایمی۔ کیا تم ایسا کہنے کی جرات کر سکتی ہو؟ مجھے معلوم نہ تھا تم اتنی دروغگو ہو۔ میں باصرار کہتی ہوں کہ یہ بیان اول سے آخر تک سراسر غلط اور جھوٹ ہے!"

"نہیں۔ یہ بالکل صحیح ہے!" ڈیوک نے گرج کر کہا۔ "کیونکہ ایمی کی طرح میں نے بھی تمہیں اس شخص کے کمرہ سے نکلتے دیکھا ہے۔"

ڈچس ایک لمحہ کے لئے اس بیان کی اہمیت سے گھبرا گئی۔ مگر جلد ہی استقلال کے لہجہ میں کہنے لگی۔ "یہ غلط ہے میں خدا کو حاضر جان کر کہتی ہوں کہ اس میں رتی بھر سچائی نہیں۔"

"نہیں صحیح ہے!" ڈیوک نے جوش سے فرش زمین پر پاؤں مار کر کہا۔

"بالکل نہیں۔ یہ غلط ہے!" ایک اور شخص نے جو عین اس وقت دروازہ کھول کر داخل ہوا تھا۔ کہا۔

یہ کرسچن ایشٹن تھا!

گنہگار ڈیوک آف مارچ مونٹ اپنے خادم خاص سے اس طرح اچانک کلمہ انکار سن کر ٹھٹھک کر کھڑا ہو گیا اس کے چہرہ پر حیرت و اضطراب کی حالت طاری ہوگئی۔ مگر جلد ہی اوسان سنبھال کر کے اس نے اپنے ذہن میں ان حالات پر ایک نظر ڈالنے کی کوشش کی۔ جن کی بدولت یہ لڑکا لیو ینیا کی بے گناہی کا شاہد ہو سکتا تھا۔ مگر بکس کے معاملہ کے سوا اسے کچھ حال معلوم نہ تھا۔ اور اسے اس کی بھی خبر نہ تھی۔ کہ بکس کے اندر کیا تھا۔

"جاؤ۔ بھاگ جاؤ!" ڈیوک نے کرسچن کی طرف قہر آلود نظروں سے دیکھ کر کہا۔ "تم کسی کے نجی معاملات میں دخل دینے والے کون ہو؟"

"مجھے ان معاملات کی نسبت ایک فرض ادا کرنا ہے۔ اور کچھ بھی ہو اس کو ادا کروں گا۔" نوجوان نے دلیری سے جواب دیا اور اب ڈیوک کو یہ دیکھ کر حیرت ہوئی۔ کہ اس کی بغل میں بادامی رنگ کے کاغذ میں لپٹی ہوئی کوئی چیز تھی۔

ناظرین اس بات کا آسانی سے اندازہ کر سکتے ہیں کہ واقعات کے ایک بالکل ہی نیا رُخ اختیار کرنے سے ایمی سٹن کو کتنی حیرت ہوئی۔ اور لیو بینیا کے دل میں امید و بیم نے کیسی کشمکش پیدا کی۔ کرسچن کی صورت اس وقت معمول سے مختلف تھی۔ قدرتی حلم نے اس قسم کا فیصلہ کن انداز اختیار کر لیا تھا۔ جس میں سختی شامل تھی۔ اور وہ جو عام حالات میں متحمل مزاج اور بردبار نظر آتا تھا اس وقت ایک فرض خاص کی انجام دہی کے لئے مردانہ وار تلا ہوا تھا۔ یہ حالت دیکھ کر ڈیوک کو اور بھی تشویش ہوئی۔ صدہا قسم کے مبہم اندیشے اس کے دل میں پیدا ہونے لگے۔ وہ سازش جو اس نے اپنے اہتمام سے مکمل کی تھی۔ ریت کی بنیاد کی طرح گرنے لگی۔ مگر ہر قسم کی کوشش کے باوجود وہ اب تک یہ سمجھنے سے قاصر تھا کہ اس خرابی کا آغاز کیونکر ہوا۔

ڈیوک کی نگاہ غضب کا استقلال سے مقابلہ کرتے ہوئے کرسچن نے کہا "میں دوبارہ باصرار کہتا ہوں کہ بیگم صاحب کے خلاف جو الزام عائد کیا جاتا ہے وہ غلط۔ بالکل غلط ہے۔ اور یہ حقیقت اس شخص کو اچھی طرح معلوم ہے جس نے اس سازش کو اختراع کیا۔"

"کچھ شک نہیں کہ اتہام غلط ہے۔" لیو بینیا نے بھی کہا۔ "خدا شاہد ہے کہ میں گنہگار نہیں ہوں۔ مگر مسٹر ایشٹن خدا کے لئے سرکار کو الزام نہ دو۔ معلوم ہوتا ہے انہیں بعض حالات سے غلط فہمی ہوئی ہے۔"

"کاش میں آپ کے الفاظ کی تائید کر سکتا۔" نوجوان نے کہا۔ "مگر افسوس کہ اصل حقیقت چھپ نہیں سکتی۔ مائی لارڈ سب حال معلوم ہو چکا۔ اور اگر آپ زیادہ اصرار کریں گے تو مجھے ساری کیفیت سب کے سامنے ظاہر کرنے میں تامل نہ ہوگا۔ پس مہربانی سے مجھے دو لفظ علیحدگی میں کہنے کی اجازت دیجئے۔"

"یہ عجیب گستاخی ہے!" ڈیوک نے جو اپنے بڑھتے ہوئے جوش کی وجہ سے نہیں جانتا تھا۔ کہ اب کیا کرنا چاہیئے۔ گھبرا کر کہا۔

"اوہ! مسٹر ایشٹن تم کیا کہہ رہے ہو۔" غریب ڈچس نے جس کی پریشانی نے اب اور صورت

اختیار کر لی تھی وحشت زدہ ہو کر کہا۔ "یہ غیر ممکن ہے کہ سرکار نے قصداً ایسا کیا ہو۔ نہیں یہ غیر ممکن ہے۔ تم ان پہ بے جا شک کرتے ہو۔"

"معلوم ہوتا ہے مجھے سب حال کہنا ہی پڑے گا۔" کرسچن نے پورے استقلال کے ساتھ مردانہ لہجہ میں کہا۔ "مائی لارڈ لیٹس ساؤنے نے سب کچھ تسلیم کر لیا۔ اور اگر ثبوت درکار ہوں۔ تو وہ بھی میرے پاس حاضر ہیں۔۔۔"

"بس خاموش!" ڈیوک نے جوش سے آگے بڑھ کر وہ پارسل چھین لیا۔ جس کے اوپر کا کاغذ کرسچن نے چاک کرنا شروع کیا تھا۔

"الٰہی! یہ تو میری اپنی پوشاک ہے!" ڈچس کے منہ سے نکلا۔

"آہ!" ایمی سٹن نے جو اس انکشاف سے حیرت زدہ ہو گئی تھی کہا۔

"نہیں بانو یہ آپ کی پوشاک نہیں۔ اس کے مثنے ہیں۔" کرسچن نے بیان کیا۔ "انہیں جس مطلب کے لئے تیار کرایا گیا تھا۔ وہ سرکار خود آپ سے کہہ دیں گے۔"

یہ حالات دیکھ کر ایمی سٹن اتنی گھبرائی کہ دروازہ کھلا ہی چھوڑ کر کمرہ سے بھاگ گئی۔ ڈیوک نے عالم وحشت میں کرسچن کا بازو پکڑ لیا۔ اور گلوگیر آواز سے کہنے لگا۔ "بس اس سے زیادہ ایک لفظ نہ کہنا۔ میں التجا کرتا ہوں۔" پھر اونچی آواز سے اس نے کہا۔ "معلوم ہوتا ہے کوئی بھاری غلط فہمی ہوئی ہے جس کی فوراً تحقیقات کی جائے گی۔ بہر صورت میں تسلیم کرتا ہوں۔۔۔"

"جس سے کبھی آپ کو انکار نہ ہونا چاہیئے۔" کرسچن نے دلیری سے کہا۔ "یعنی یہ کہ بیگم صاحب سر بسر بے گناہ ہیں۔"

جس وقت ڈیوک نے دبے لفظوں میں کرسچن سے التجا کی۔ تو ڈچس دروازہ بند کرنے میں مصروف تھی۔ واپس آکر اس نے کہا۔ "خدا کے لئے اس جوش و خروش کو ختم کر کے معاملہ کو سکون و اطمینان سے طے کرنے کی کوشش کیجئے۔"

عین اس وقت ایمی سٹن گھبرائی ہوئی دوبارہ کمرہ میں داخل ہوئی اور کہنے لگی۔ "بانو آپ کی پوشاک کمرہ خواب میں موجود ہے۔ اس صورت میں یہ کپڑے کیسے ہیں۔ جو بالکل وہی یا اس سے ملتے جلتے معلوم ہوتے ہیں؟" اور اس نے ان پارچات کو جنہیں کرسچن نے پارسل کھول کر میز پر ڈال دیا تھا۔ اٹھا کر دیکھنا شروع کیا۔

ڈیوک آف مارچ مونٹ کا چہرہ لاش کی طرح زرد تھا۔ اور گو اس کی طرف سے اظہار سکون

کی انتہائی کوشش عمل میں آرہی تھی۔ تاہم دل کی بے چینی صورت سے صاف طور پر ظاہر تھی۔ گھبرا کر کہنے لگا۔ "کرسچن ایسٹن۔ اور تم بھی ایمی سٹن ہیں تردد نوکی حاضری میں ڈچس کو بے خطا تسلیم کرتا ہوں کیا اتنا کافی نہیں ہے؟ بس اب معاملہ کو طول نہ دینا چاہیئے۔"

"اس کا فیصلہ بیگم صاحب بہتر کر سکتی ہیں۔" کرسچن نے اطمینان سے کہا۔

بدنصیب ڈچس کے لئے اب زیادہ عرصہ اس حقیقت کو نظر انداز کرنا غیر ممکن تھا۔ کہ اس خوفناک سازش کی تہ میں جو اس کی بربادی کے لئے عمل میں لائی جارہی تھی۔ اس کے اپنے شوہر کا ہاتھ تھا۔ مگر اس کے باوجود ایک پاکباز شوہر پرست عورت کی حیثیت میں وہ جہاں تک ممکن ہو۔ اس پر حرف لانا نہ چاہتی تھی۔ پس التجائی انداز سے کہنے لگی۔ "خیر اس معاملہ کو طول دینے کی ضرورت نہیں میرا اطمینان ہو گیا۔"

"لیکن مجھے بھی تو کچھ عرض کرنے کی اجازت دی جائے۔" ایمی سٹن نے اس استقلال کے ساتھ جو اس کا خاصہ تھا کہا۔ "میرے لئے نیک چلنی ہی روزی کمانے کی صورت ہے۔" اور یہ کہتے ہوئے اس نے ڈیوک کی طرف نظر غور سے دیکھنا شروع کیا۔ "میں یہ خیال ایک لمحہ کے لئے بھی کسی کے دل میں پیدا نہ ہونا چاہیئے۔ کہ میں نے بیگم صاحب کے خلاف قصداً یا بالارادہ جھوٹی شہادت دی۔"

اس موقعہ پر کرسچن نے کہا۔ "مجھے اس واقعہ کے جو حالات معلوم ہوئے ہیں۔ ان کی بنا پر کہہ سکتا ہوں۔ کہ بالکل ممکن ہے تمہیں غلط فہمی میں ڈالا گیا ہو۔ اور جن موقعوں پر حقیقت میں تم نے کسی اور عورت کو دیکھا تھا۔ تمہیں بھی یقین دلایا گیا ہے کہ وہ ڈچس ہے۔ اور میرے خیال میں اب یہ بات واضح ہو چکی ہے۔ کہ ان ہدایات سے کیا کام لیا گیا تھا۔ . . ."

"بس! بس! اب معاملہ کو طول نہ دو۔" غریب لیونیا نے اپنے گنہگار شوہر کے زرد و غمگین چہرہ کی طرف دیکھ کر کہا۔

"آہ! اب مجھے یاد آگیا۔" ایمی نے دفعتاً کسی خیال کے زیر اثر کہا۔ "آپ ہی نے میری توجہ اس نقاب کی طرف دلائی تھی۔ جو اس عورت نے سر پر اوڑھ رکھی تھی۔ جس کی نسبت آپ نے کہا تھا کہ ڈچس ہے۔ سرکار آپ کی یہ کارروائی سراسر ناواجب و مذموم تھی۔"

"دیکھو میں التجا کرتی ہوں۔ کہ اب اس معاملہ کو یہیں ختم کر دیا جائے۔" ڈچس نے ایمی اور کرسچن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "مسٹر ایسٹن میں تمہاری عنایت کے لئے دل سے شکر گذار رہوں گی اور آج جو حسن سلوک تم نے مجھ سے کیا ہے۔ اسے کبھی فراموش نہ کروں گی۔ ایمی تمہاری نسبت بھی مجھے

اطمینان ہو گیا۔ کہ تم نے جو کچھ کیا۔ اس میں نیت فاسد کو دخل نہ تھا۔ مگر اب تم دونو سے میری درخواست ہے۔ کہ اس معاملہ کو یہیں تک رہنے دو۔ مجھے یقین ہو گیا ہے کہ سرکار آئندہ مجھ سے بہتر سلوک کرینگے میں ان کو بھی معاف کرتی ہوں۔ کہو کیا تم اس کا وعدہ کرتے ہو کہ آئندہ . . . ؟"

اور اپنے شوہر کے پاس جا کر اس نے بے لفظوں میں آئندہ کے لیے عنایت آمیز سلوک کی التجا کی۔

"ڈیوک اور ڈچس کو علیحدہ گفتگو کرتے دیکھ کر کرسچن نے ایمی سٹن سے کہا "میری اپنی رائے میں ڈچس کی خاطر اس معاملہ کو پردہ راز میں ہی رکھنا واجب ہے۔ تمہارے متعلق اب کوئی شبہ باقی نہیں رہا۔ اور صاف ظاہر ہے کہ تمہیں قصداً غلط فہمی میں مبتلا کیا گیا تھا۔ اب اگر اس معاملہ کو طول دیا گیا۔ تو نتیجہ اس کے سوا کچھ نہ ہوگا کہ ڈیوک اور ڈچس ایک دوسرے سے علیحدہ ہو جائینگے۔ مگر چونکہ ایسی حالتوں میں مصیبت ہمیشہ عورت کے لئے ہی ہوتی ہے . . ."

"خیر اب چونکہ میری ذات پر حرف نہیں آتا۔ اس لئے میں اس معاملہ کو حد انتہا تک لے جانے کے لئے اصرار نہیں کرتی" ایمی نے کہا۔

اس وقت مارچ مونٹ کرسچن کی طرف بڑھا۔ اور اس کا بازو پکڑ کر وحشیانہ لہجہ میں کہنے لگا۔ "تم ذرا میرے ساتھ آؤ"

"ہاں جاؤ" ڈچس نے کہا "مگر میں پھر ایک بار تمہارا شکریہ ادا کرتی ہوں" اور اس نے کرسچن کو اپنا ہاتھ پیش کیا جسے اس نوجوان نے ادب سے اپنے ہاتھ میں لے کر چھوڑ دیا۔

اس کے بعد وہ ڈیوک کے ساتھ اس کمرہ سے رخصت ہوا۔ اور ایمی سٹن ڈچس کے پاس رہ گئی۔ ڈیوک اسے دوسرے کمرہ میں لے گیا۔ اور دروازہ بند کر کے کہنے لگا "غالباً مجھ سے تم اس معاملہ میں خاموش رہنے کا وعدہ کرو گے ؟"

"مائی لارڈ میرا ارادہ اتنا کہنے کا بھی نہ تھا۔ جتنا کہا گیا ہے" کرسچن نے جواب دیا "اگر آپ پہلے ہی چند الفاظ مجھے علیحدگی میں عرض کرنے کی اجازت دیتے۔ تو میں آپ کو یقین دلا دیتا۔ کہ سب حال ظاہر ہو چکا ہے . . ."

"ہاں مگر سوال یہ ہے کہ ظاہر کیونکر ہوا ؟" ڈیوک نے جلدی سے پوچھا "کیا تم خود لیڈی سیلز راڈنے سے ملے تھے۔ یا میڈم اینجلیک نے بکس دیتے وقت تم سے کچھ بیان کیا تھا ؟"

"سرکار مجھ سے اس طرح کے سوالات پوچھنا بے کار ہے۔ کیونکہ میں ان کا جواب نہ دوں گا"

کرسچن نے کہا "مختصر یہ ہے کہ آپ پر منکشف ہو گیا میں سب حال سے واقف ہوں۔ اور اب . . ."

"مگر تمہیں سب حال بیان کرنا ہوگا" مارچ مونٹ نے جوش سے کہا "میں اس شبہ کی حالت میں رہنا منظور نہیں کر سکتا۔ مجھے معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ وہ کون غدار تھا جس نے بے ایمانی کی"

"بے ایمانی!" کرسچن نے طنز آمیز لہجہ میں کہا۔ اور پھر لہجہ بدل کر کہنے لگا "خیر میں آپ سے کہہ چکا ہوں کہ میں اس بارہ میں ایک لفظ بھی ظاہر نہیں کر سکتا۔"

"کیا اس شرارت کا منبع خود سٹیفنوپ تھا . . . ؟"

"نہیں مائی لارڈ۔ اور میں اتنا اور بھی کہہ دیتا ہوں۔ کہ جس وقت وہ بدمعاش یہاں سے رخصت ہوا۔ تو اُسے انکشاف حقیقت کا علم نہ تھا۔ بہر حال اس سے زیادہ میں کچھ نہ کہوں گا۔ اب میں آپ سے رخصت ہوتا ہوں۔ اور درخواست کرتا ہوں۔ کہ مجھے نیک چلنی کی سند لکھ دیجیئے"

لیکن مارچ مونٹ نے کرسچن کے آخری الفاظ کو نہیں سُنا۔ اور وہ سخت اضطراب کی حالت میں کمرہ کے اندر پھرتا رہا۔ کرسچن نے جو کچھ کہا۔ اس کا راز اُسے سخت بے چین کر رہا تھا۔ حیران تھا کہ سب حال کیونکر معلوم ہوا۔ اور کس طریق پر بیٹس ہاٹن سے مثنیٰ پارچات حاصل کیے گئے یہ سوالات بار بار اس کے دماغ میں پیدا ہوتے تھے۔ اور وہ ان کا جواب حاصل کرنے کے لیے بے چین تھا۔

"مائی لارڈ" کرسچن نے ڈیوک سے دوبارہ کہا "موجودہ حالات میں میرے لئے زیادہ عرصہ تک آپ کی خدمت کرنا غیر ممکن ہے مگر رخصت ہونے سے پہلے میں آپ سے نیک چلنی کی سند حاصل کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ بعد میں کسی کو میری برائی کا موقعہ نہ ملے"

"کیا نیک چلنی کی سند!" مارچ مونٹ نے انداز حقارت سے کہا۔ لیکن فوراً ہی اس نے اپنی غلطی محسوس کی۔ کیونکہ اس نے دیکھا۔ میری عزت اس لڑکے کے ہاتھ میں ہے۔ اور اگر میں نے اس سے بگاڑ کیا تو یقیناً اس کی طرف سے بھی مجھ پر وار ہوگا۔ اور حالات پیش آمدہ میں وہ اسے دشمن بنانا نہ چاہتا تھا۔

پس غصہ اور نفرت کے اظہار کو روکنے کے لئے ہونٹ کاٹ کر دل میں اس بدبخت کو سو سو گالیاں دیتے ہوئے جس نے عین وقت پر اپنی بے جا دخل اندازی سے اس کا سارا کام بگاڑ دیا تھا مارچ مونٹ نے نوشت کی میز پر بیٹھ کر جلدی سے چند سطریں کرسچن ایشٹن کے حق میں لکھ دیں۔ یہ کام مختصر مگر نہائت تکلیف دہ تھا۔ آخر جب وہ سند لکھ چکا تو اس نے کاغذ کو انداز حقارت سے

کرسچن کی طرف پھینک دیا۔ کرسچن نے اس دستاویز کو لے لیتے ہوئے جس کا وجود ایک ایسے گمنام اور کم حیثیت جوان میں حیرت خیز اور ڈیوک ایسے ذی عزت شخص کے مقابلہ میں قابل رشک تھا۔ کاغذ اٹھا کر اسے پڑھا۔ پھر تہ کر کے جیب میں رکھ لیا۔ اس کے بعد وہ رخصتی سلام کر کے کمرہ سے باہر جا رہا تھا کہ مارچ مونٹ نے آواز دے کر روکا۔ اور کہنے لگا "میرے خیال میں اس عرصہ قلیل کے لئے کہ تم میرے یہاں رہے۔ کچھ تنخواہ واجب الادا ہوگی؟"

چونکہ ڈیوک نے یہ الفاظ بڑی حقارت سے جس کو وہ بمشکل ضبط کر سکتا تھا کہے تھے۔ اس لئے نوجوان نے ان پر توجہ نہ دی اور چپ چاپ کمرہ سے رخصت ہوگیا۔ اپنے کمرہ میں جا کر اس نے اسباب باندھا اور اس کے بعد وارڈ غرہ سے رخصت ہونے کے لئے اس کے کمرہ میں گیا۔

"کیا تم جا رہے ہو؟" پیروس نے حیرت زدہ ہو کر پوچھا۔ "کیوں کوئی ناخوشگوار واقعہ تو پیش نہیں آیا؟"

"دیکھ لیجئے میری علیحدگی کسی ذاتی قصور کی وجہ سے نہیں ہے۔" اور یہ کہتے ہوئے کرسچن نے ڈیوک کی دی ہوئی سند پیش کی۔

پیروس نے اسکو بغور پڑھا۔ اور اس کے چہرہ پر رونق آگئی تھی کہنے لگا "مسٹر ایشٹن مجھے تمہاری علیحدگی کا افسوس ہے۔ لیکن تم ابھی جوان ہو۔ خدا کرے اس سے ترقی کی جگہ پر جا سکو۔ الوداع! میری بہترین دعائیں ہر وقت تمہارے ساتھ ہوں گی۔ خیال تھا ہم کچھ دن اکٹھے ان نواحات کی سیر کریں گے۔ مگر تقدیر کو کچھ اور منظور تھا۔ اچھا خدا حافظ!"

بڈھے نے کرسچن کا ہاتھ گرمجوشی سے دبایا اور اسکے بعد وہ اس جگہ سے رخصت ہوا۔ مگر جس وقت محل کے دروازہ سے گذر رہا تھا ایمی اس کے پاس آ کر کہنے لگی "کیا تم جا رہے ہو؟" کرسچن نے جواب دیا "ہاں۔ اسی وقت"

"بیگم صاحب کا یہی خیال تھا۔ مگر یقیناً تم اپنی مرضی سے جا رہے ہو؟" ایمی نے پوچھا۔

"ہاں۔ ہاں۔ اپنی مرضی سے۔ ایسی واقعات پیش آمدہ کے بعد میرے لئے ڈیوک کی ملازمت میں رہنا غیر ممکن تھا۔ تم چونکہ بیگم صاحب سے متعلق ہو۔ اس لئے تمہاری حالت جدا ہے۔"

"یہ بیگم صاحب نے تمہارے لئے بھیجی ہے" ایمی نے ایک زری تھیلی پیش کرتے ہوئے کہا "وہ نہیں یقین ہے تم اس سے انکار نہ کرو گے"

"نہیں۔ اس کی ضرورت نہیں" کرسچن نے جلدی سے تھیلی واپس کرتے ہوئے کہا "میں نے جو خدمت سرانجام دی ہے اس کا بہترین صلہ وہ اطمینان ہی ہے جو میرے اپنے قلب کو حاصل ہوا۔ ایسی ایسے کاموں کا اندازہ سونے کی رقوم سے نہیں ہو سکتا میری طرف سے بیگم صاحبہ کو بہت بہت سلام کہنا۔ میری ہر وقت یہ دعا ہے کہ خدا ان کو خوش رکھے۔ الوداع!"

اتنا کہہ کر کرسچن قصر اوک لینڈس سے رخصت ہوا۔ نوکروں میں سے ایک اس کا بکس ہوربان کی جھونپڑی تک چھوڑ رہا تھا۔ کرسچن یہ کہہ کر رخصت ہوا کہ میں اسے دن میں کسی وقت منگا لوں گا۔

چھٹی جلد ختم ہوئی

آرسین لوپن کا سب سے پہلا اور سب سے حیرت خیز کارنامہ

نقلی نواب

کے نام سے شائع ہو چکا۔ یہی وہ ناول ہے۔ جس کے لئے آپ مدت سے چشم براہ تھے

ایڈگر جیمسن اور مارس لیبلانک کے زبردست ناول "آرسین لوپن" کا ترجمہ

کس طرح آرسین لوپن نے سب سے اول فرانس میں شہرت حاصل کی

کس طرح اس نے پولیس کو پہلا زبردست چکمہ دیا

کس طرح اس نے انصاف کا مقابلہ کیا

اس کا حال دیکھنا ہو تو اس کا پہلا اور دلچسپ ناول ملاحظہ فرمائیے

نقلی نواب

نقلی نواب

نقلی نواب

اگر ابتدا کے بغیر انتہا واقعی بے لطف ہوتی ہے۔ تو اس ناول کے مطالعہ کے بغیر باقی ناول جو آپ نے آرسین لوپن کی نسبت پڑھے۔ بیکار ہیں۔ اس لئے اسے ضرور پڑھیے۔

یہی وہ ناول ہے جس نے ناٹک کی صورت میں بلاد یورپ میں دھوم پیدا کر دی

آرسین لوپن نواب — **آرسین لوپن چور**

ذرا ان دونو کا مقابلہ دیکھئے اور لطف اٹھائیے

اگر آپ کو اس شخص کے کارناموں سے دلچسپی ہے تو اس ناول کو بھی ضرور ملاحظہ فرمائیے

۲۲۴ صفحے۔ قیمت عہ

لال برادرس۔ ۷۔ پارسنز روڈ نولکھا لاہور

آزادی کی منزل میں تھکے ہوئے قدموں کی رہبری کرنیوالا بینظیر ناول

وطن پرست

الیگزینڈر ڈوماس کے دردناک پولٹیکل ناول "ریجنٹس ڈاٹر" کا ترجمہ

منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری کے قلم سے

اتنا دلچسپ - حیرت خیز اور دردناک افسانہ کبھی آپ کی نظر سے نہیں گذرا۔

ایک محب وطن نوجوان اپنے ملک کو آزاد کرانے کے لئے گھر سے نکلتا ہے۔ مگر جلدی ہی اسیر قید محن ہو جاتا ہے - قید خانہ میں اس کو عذاب عظیم کی دہمکی دی جاتی ہے - مگر جس ہمت و استقلال کے ساتھ وہ پائے ثبات قائم رکھتا ہے - اس کی کیفیت پڑھنے والے پر وجد کی حالت طاری کرتی ہے - ان رزمیہ کارناموں کے پہلو بہ پہلو ایک عاشق صادق نازنین کی داستان محبت اور بھی دلچسپی پیدا کرتی ہے

وطن پرست

وطن پرست

وطن پرست

عشق صادق مردوں اور عورتوں کی زندگی کو پاک کرتا ہے - لیکن وطن کا عشق قوموں کو نئے سانچہ میں ڈھالتا ہے

مشہور قوم پرست اخبار بندے ماترم اس ناول پر تبصرہ کرتا ہوا لکھتا ہے "یہ کتاب ملک کی موجودہ جدوجہد میں ہر وطن پرست کے دل میں آزادی کا ولولہ پیدا کرنے والی ہے - اس کی قیمت اسی وقت وصول ہو جاتی ہے جب آنسوؤں کے چند قطرے پڑھنے والے کی آنکھوں سے کتاب پر ٹپک پڑتے ہیں۔

حب وطن کے وجد آور نظارے — **عشق صادق کی فرحت خیز تصویر**

عشق اور حب وطن کا مقابلہ

۲۵۰ صفحے مجلد قیمت تین روپے

لال برادرس ۷ پارسنز روڈ نولکھا لاہور

پُراسرار ناول نویسی کے بادشاہ ولیم لکیو کا بےنظیر ناول

منزل مقصود

"ہشڈاپ" کا اُردو ترجمہ منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری کے قلم سے

ضخامت ۲۵۰ صفحات مجلد قیمت ۱۲/

یہ ناول اردو میں ایک بالکل ہی نئی چیز ہے۔ عاشق و معشوق کے درمیان ایک قبر کی حد فاصل ہے اور ان کو بتایا گیا ہے کہ اگر وہ ایک دوسرے کے وصل کی آرزو کرینگے تو ان میں سے ایک کا اس قبر میں دفن ہونا یقینی ہے۔ کس لئے؟ اس راز کا حل دیکھنے ہی سے تعلق رکھتا ہے۔ ہم یقیناً کہہ سکتے ہیں کہ ایسا پُراسرار قصہ جس کے ہر باب میں نیا راز نمودار ہوتا ہے کبھی آپ کی نظر سے نہیں گذرا۔

ذرا دیکھئے ولائت اور ہندوستان کے نامی اخبارات نے اس ناول کی نسبت کیا رائیں دی ہیں۔

ڈیلی اکسپریس۔ اتنا حیرت خیز کہ شروع سے آخر تک منہ کھلا رہ گیا۔

ایوننگ ٹائمز۔ اسرار، عجائبات اور لرزہ خیز واقعات کا مجموعہ... یہ ناول بہترین تصنیف ہے۔

سکاٹسمین۔ ایک اور پُراسرار فسانہ جس سے مصنف کی حیرت خیز قوت اختراعی کا ثبوت ملتا ہے۔

ڈیلی کرانیکل (نیوکیسل) اتنا دلچسپ جتنا کوئی ناول ہو سکتا ہے۔

سنڈے ٹائمز۔ مسٹر لکیو صیغہ جرم میں معلومات کے قاموس ہیں۔ یہ ناول ان کی تحریر کا استادانہ نمونہ سمجھا جائے گا۔

بندے ماترم (لاہور) ایک پُراسرار فسانہ کی حیثیت سے منزل مقصود بہترین ناول ہے جس میں ہر باب کے خاتمہ پر بجائے انکشاف کے اسرار کی پیچیدگی بڑھتی جاتی ہے۔ اس میں بدمعاشوں نے ہیرو کو اذیت دینے جو طریقہ اختراع کیا ہے۔ اس کا خیال ولیم لکیو جیسے قابل فسانہ نویس ہی کو آسکتا تھا۔ ترجمہ کی صحت سلاست کا اور ہموار(ی) کے لئے منشی تیرتھ رام صاحب ایڈیٹر رسالہ ترجمان کا نام معتبر ضمانت ہے۔ جو یورپ کے مشہور فسانہ نگاروں کی ڈیڑھ درجن سے زیادہ تصانیف کے ترجمے کرکے پبلک سے خراج تحسین حاصل کر چکے ہیں۔